بارگاہِ
پیرِ رُومی رضی اللہ عنہ
میں
افتخار احمد حافظ قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
اَللّٰہُ مُفَتِّحُ الابوَابُ
سید و سرور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور جان
مهتر و بهتر شفیعِ مجرمان
(رومی رضی اللہ عنہ)
اے دوست بیا زود به خمخانهٔ رومی رضی اللہ عنہ
خواهی که دلت پُر شود از مخزن اسرار

نام کتاب	بارگاہِ حضرت پیرِ رومی رضی اللہ عنہ میں
مؤلف	افتخار احمد حافظ قادری
نظرِ ثانی	پروفیسر محمد سرور شفقت قادری
تاریخ اشاعت	رمضان المبارک 1427ھ / اکتوبر 2006ء
تعداد اشاعت	900 (نوسو)
ہدیہ کتاب	-/250 روپے
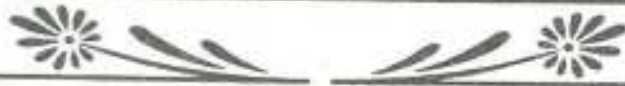
رابطہ	افتخار احمد حافظ قادری
	بغدادی ہاؤس، 6-999/A، گلی نمبر 9،
	افشاں کالونی، راولپنڈی کینٹ۔

اَللّٰہُ مُفَتِّحُ الْاَبْوَابْ

بارگاہِ
حضرتِ پیرِ رومی رضی اللہ عنہ میں

دعائے خصوصی

- حضرت السید تیسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی مدظلہ العالی
مدینہ منورہ

- عزت مآب مقامِ چلپی حضرت السید فاروق ہمدم چلپی مدظلہ العالی
سجادہ نشین بارگاہِ حضرتِ پیر رومیؒ

ازمؤلف
افتخار احمد حافظ قادری

2006ء/1427ھ

عکسِ جمال

اللہ مفتح الابواب
اللھم صل وسلم
علی سیدنا محمد
النبی الامی وآلہ
آرزو دارم کہ یک بارِ دگر در قونیہ
سر نہم بر آستانِ آسمان مولائے رُوم

انتساب

بنام

عارفِ کامل، صاحبِ سوز و گداز و قافلہ سالارِ عشق

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ

اور

اپنے والدِ گرامی حافظ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

اُن کے مرشدِ کریم اعلیٰ حضرت قبلہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

اُن کے نورِ نظر، پیکرِ مہر و وفا، عاشقِ پیرِ رومی

حضرت قبلہ سید غلام محی الدین المعروف بابو جی رحمۃ اللہ علیہ

اور عندلیبِ رومی، دانائے رموز و سماع حضرت حاجی محبوب علی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

کہ جن کے حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ سے والہانہ عشق و محبت اور مثنوی کے ذوق و شوق کے طفیل بندۂ ناچیز کو بھی بارگاہِ رومی میں دو (2) بار حاضری کا شرف حاصل ہوا اور اب یہ دلی تمنا ہے کہ

آرزو دارم کہ یک بارِ دگر در قونیہ

سر نہم بر آستانِ آسمان مولائے روم

افتخار احمد حافظ قادری

مثنوی شریف

حضرت شیخ حسام الدین چلپی رضی اللہ عنہ نے ایک رات حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ اقدس میں عرض کی کہ الٰہی نامہ یا منطق الطیر کی طرز پر کوئی کتاب تحریر فرمائی جائے جس کے جواب میں حضرت مولانا روم نے فوراً اپنی دستار مبارک سے ایک کاغذ نکال کر حضرت حسام الدین چلپی کو دیا۔ جس پر مثنوی شریف کے ابتدائی 18 اشعار تحریر تھے اور فرمایا کہ تمہارے اس خیال کے ظاہر کرنے سے قبل عالمِ غیب سے بھی مجھے یہ ارشاد ہوا ہے کہ اس قسم کی کتاب تحریر کی جائے۔ برکت کیلئے یہ 18 اشعار درج کئے جاتے ہیں۔

بشنو از نی چون حکایت میکند — از جدایی ھا شکایت می کند

کز نیستان تا مرا ببریدہ اند — از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

سینہ خواھم شرحہ شرحہ از فراق — تا بگویم شرحِ دردِ اشتیاق

ھر کسی کو دور ماند از اصلِ خویش — باز جوید روزگارِ وصلِ خویش

من بھر جمعیتی نالان شدم — جفت بدحالان و خوش حالان شدم

ھر کسی از ظنِ خود شد یارِ من — از درونِ من نجست اسرارِ من

سرِ من از نالۂ من دور نیست — لیک چشم و گوش را آن نور نیست

تن زجان و جان زتن مستور نیست — یک کس رادید جان دستور نیست

آتشست این بانگ نای و نیست باد — ھر کہ این آتش ندارد نیست باد

آتش عشقست کاندر نی فتاد — جوششِ عشقست کاندر می فتاد

نی حریف ہر کہ از یاری برید | پردہا اش پردہای مادرید
همچو نی زهری و تریاقی که دید | همچو نی دمساز و مشتاقی که دید
نی حدیث راہ پرخون می کند | قصہای عشق مجنون می کند
محرم این هوش جز بیهوش نیست | مر زبان را مشتری جز گوش نیست
در غم ما روزها بیگاہ شد | روزہا با سوزہا همراہ شد
روزہا گر رفت گورو باک نیست | تو بمان ای آنک چون تو پاک نیست
ہر کہ جز ماہی ز آبش سیر شد | ہر کہ بی روزیست روزش دیر شد
درنیابد حال پختہ هیچ خام | پس سخن کوتاہ باید والسلام

در وصف حضرت مولائے روم و مثنوی مبارک

من چہ گویم وصف آن عالی جناب | نیست پیغمبر ولے دارد کتاب
مثنوی معنوی مولوی | ہست قرآن در زبانِ پهلوی
مثنوی اسرارِ معدن سر بسر | بعدِ قرآن شد کتابِ معتبر
صد ہزاراں از کتابش شد ولی | شرحِ قرآن آن کتابِ او جلی
از جلالش دین را شوکت فزود | وز جمالش نورِ حق اندر نمود
چوں جنابِ ذاتِ صورت را گزید | در لباسِ پیرِ رومی شد پدید

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کے موجودہ سجادہ نشین

عزت مآب جناب **فاروق ہمدم چلپی** مدظلہ العالی

کا کتاب ہٰذا پر پیغام

Istanbul
5th Sept. 2006

Dear Hafiz Ahmad!

I am very glad to hear that you are writing a Book about your visit to Konya. Sorry for delay, I could not send my message earlier because I have often to travel around the world.

I hope this book will be a precious gift for lovers of Mevlana. I congratulate you on this master piece work. My prayers are always with you.

I wish good health for you and your family.

FARUK HEMDEM CELEBI

اللّٰہ مفتّح الابواب

بارگاہِ حضرتِ پیر رومیؒ کے سجادہ نشین
عزت مآب مقامِ چلپی حضرت فاروق ہمدم کے
آٹوگراف

Bir fakir
derwişden,
dost Iftikhar'a
sevgilerle,

Faruk Hemdem
Çelebi
17/7/2004

From A Faqir Dervish,
To a beloved Friend Iftakhar
Sincerely
Faruk Hemdem Celebi
17/07/2004

مقدمہ

سیرتِ انسانی کی تشکیل میں کردار و گفتار، دونوں کا اہم کردار ہوتا ہے۔ گفتگو اگر دل کی گہرائیوں سے نکلی ہو، درد لئے ہوئے ہو مبنی بر حکمت ہو تو اس کے اثرات بڑے دیر پا ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم اہل اللہ کی محافل کے بارے میں کچھ پڑھتے ہیں یا جب ان کے ملفوظات ہماری نگاہوں سے گزرتے ہیں تو ان کی ہر ہر مجلس پر ایک ایسے گلستاں کا گمان ہوتا ہے، جہاں ہر پھول کا اپنا ہی رنگ ہو اور اپنی ہی مہک ہو۔ یہی رنگِ محفل ہمارے قلب و نظر کی بستی کو آباد کرتا ہے اور یہی خوشبو ہماری روح کو معطر رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اولیاء اللہ کی پاکیزہ محبتوں میں اٹھنے بیٹھنے کے نتیجہ میں افراد کے کردار سنورا کرتے ہیں اور انہی نفوسِ قدسیہ کے آستانوں سے معاشرے کو صالح انسان ملا کرتے ہیں۔ ان کا سراپا اپنے اندر ایسی تاثیر لئے ہوتا ہے، جو دلوں کا رخ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب نبی ﷺ کی جانب موڑتا ہے۔ ان کا فیضانِ نظر آدابِ بندگی سکھاتا ہے۔ ان کی گفتار معرفتوں کے خزینے اپنے دامن میں لئے ہوتی ہے۔ ان کی شخصیتیں شاہراہِ حیات پر چلنے والے مسافروں کیلئے گھنے درختوں کی ٹھنڈی چھاؤں کی حیثیت رکھتی ہیں۔

یہی وہ ہستیاں ہیں جن کی معیت و رفاقت کے دائرے میں اپنے آپ کو لانے کا حکم قرآنِ کریم ہمیں ان الفاظ میں دیتا ہے ''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝'' یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کے بارے میں کہا گیا ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

انہی کے حوالے سے حضرت شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے بعد کوئی کلام بھی مشائخ عظام کے کلام سے بڑھ کر بہتر و افضل نہیں کیونکہ ان کا کلام حال کا نتیجہ ہوتا ہے۔

قافلہ سالارِ عشق حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کا شمار بھی انہی برگزیدہ و چنیدہ قدسی صفات انسانوں میں ہوتا ہے۔آپ کی زندگی جذب وشوق اور عشق و سرمستی کا مظہر اتم تھی۔ جذبۂ عشق ومحبت آپ کی رگ رگ میں رچا بسا ہوا تھا۔آپ کے ہاں دلجوئی و دلداری، صلح پسندی، حلم و بردباری، عفو و درگزر، شفقت و رأفت، حق گوئی و بیبا کی کی خصوصیات پورے طور پر موجود تھیں۔آپ نے اپنے کلام کے ذریعے عالمگیر پیمانے پر نوعِ انسانی کی جو خدمات انجام دی ہیں، وہ رہتی دنیا تک انشاء اللہ یادگار رہیں گی۔ بالخصوص ''مثنوی شریف'' تو آپ کا شاہکار ہے۔خداوندِ قدوس نے آپ کے کلام میں وہ حلاوت اور تاثیر عطا فرمائی کہ ہر مذہب و مشرب کے لوگ آپ سے متاثر ہیں اور مشرق و مغرب کے ہر ہر گوشے میں آپ کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا اور کیا جا رہا ہے۔ عالمِ اسلام تو عالمِ اسلام ہے، امریکہ اور یورپ میں بھی آپ کے حوالے سے وسیع پیمانے پر مثبت انداز میں کام کیا جا رہا ہے۔

اکیسویں صدی میں سائنس اور ٹیکنالوجی اپنے تمام تر عروج کے باوجود اور انسانوں کے مابین پائے جانے والے زمینی فاصلوں کو سمیٹ لینے کے باوجود دکھی انسانیت کے دلوں کی دنیا کے اندر پائے جانے والے اضطراب کو تسکین دینے میں ناکام ہے۔غم و آلام سے گھری ہوئی اس دنیا میں امن و سکون اور سلامتی کی سمت جانے کیلئے جس راستے کی ضرورت ہے، مولانا روم قدس سرہ کی ذاتِ گرامی اس کیلئے ایک رہبر و رہنما کا کام کرتی ہے۔ظلمات سے اٹے ہوئے اس ماحول میں آپ کی شخصیت ہمارے لئے مینارۂ نور کی حیثیت کی حامل ہے۔آپ نے مثنوی شریف کے ذریعے سے لاتعداد اہم عنوانات پر گفتگو کی ہے اور بڑی بڑی خوبصورت تمثیلات کی وساطت سے رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ہے۔میں صرف ایک تمثیل کا حوالہ دینا چاہوں گا، آپ علم نحو کے ایک ماہر لیکن غرور و تکبر کے شکار ایک شخص کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے بتاتے

ہیں کہ وہ کسی سفر کے سلسلے میں ایک کشتی پر سوار ہوا اور ملاح سے پوچھنے لگا کہ ''کیا تم نے نحو کا مطالعہ کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا کہ ''میں نے تو آج تک کبھی بھی نحو کا مطالعہ نہیں کیا''۔ اس پر مسافر نے ملاح سے کہا کہ ''پھر تو تم نے آدھی زندگی ضائع کر دی''۔ ملاح نے فوری طور پر تو اس بات کا کوئی جواب نہ دیا اور کچھ دیر کیلئے خاموشی اختیار کر لی، یہاں تک کہ تیز ہوا چلنے کی وجہ سے کشتی بھنور میں پھنس گئی۔ ملاح چلا اٹھا کہ ''مسافر! تیرنا جانتے ہو؟'' متکبر نحوی نے کہا کہ ''مجھے تو تیرنا بالکل ہی نہیں آتا''۔ ملاح نے کہا کہ ''او نحوی! تمہاری تو ساری کی ساری زندگی ضائع ہوگئی کیونکہ کشتی ڈوبنے ہی والی ہے''۔

اس واقعے سے پیر رومی رضی اللہ عنہ یہ نتیجہ اخذ فرماتے ہیں کہ یہاں بندے کو سلامتی پانے کیلئے ''نحو'' کی نہیں بلکہ ''محو'' کی ضرورت ہے۔ اگر ہم اپنے آپ کی نفی کر کے دریا میں سفر کریں گے تو پھر ہمیں کسی طوفان بادوباراں سے خوفزدہ نہیں ہونا پڑے گا۔

مجھے اس موقع پر یہ کہتے ہوئے دل کی گہرائیوں سے مسرت ہو رہی ہے کہ نفسا نفسی کے اس دور میں جناب حافظ افتخار احمد قادری نے پیر رومی پر اردو زبان میں اپنے تحقیقی کام کے ذریعے ہمارے قلب ونظر کو جلاء بخشنے کا اہتمام کیا ہے۔ انگریزی اور دیگر یورپی زبانوں میں اچھا خاصا وقیع کام ماضی میں بھی ہو چکا ہے اور آج بھی ان زبانوں میں اس حوالے سے لٹریچر کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہے۔ جہاں تک اس بندۂ ناچیز کی معلومات کا تعلق ہے، اردو زبان اس لحاظ سے بڑی حد تک محرومی کا شکار تھی۔ اس سے انکار نہیں کہ قبل ازیں کچھ شخصیات نے اردو میں کام کیا ہے لیکن جناب حافظ افتخار احمد قادری کا کام اس حوالے سے منفرد حیثیت کا حامل ہے کہ آپ نے قافلۂ عشق ومحبت کے امام پیر رومی، آپ کے والد گرامی قدر، سید برہان الدین محقق ترمذی، حضرت شمس الدین تبریزی، صلاح الدین زرکوب، حسام الدین چلپی رضی اللہ عنہم، نیز پیر رومی کے آستانۂ عالیہ کے سجادہ نشین حضرات کے مختصر احوال اصل مأخذ کی روشنی میں بیان کیے ہیں۔ نیز دورِ حاضر میں وہاں انتظامی امور انجام دینے والے حضرات کا ذکر خیر بھی

کیا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ قونیہ شریف میں بارگاہِ رومی میں حاضری کے دوران جو کیفیات وواردات آپ کے باطن پر مرتب ہوئیں، ان کی روشنی میں آپ نے اپنی حاضری کی روداد بڑے خوبصورت اور دل نشین پیرائے میں قلمبند کی ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے دیگر زیاراتِ قونیہ شریف کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ مختلف مقامات کی خوبصورت تصاویر بھی شامل کتاب ہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ فاضل مصنف قبل ازیں 18 گرانقدر کتابیں تصنیف کر چکے ہیں۔ جن کا تعلق مختلف زیاراتِ مقدسہ سے ہے۔ علاوہ ازیں آپ ''ارشاداتِ مرشد'' اور ''اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف'' کے ناموں سے دو خانقاہوں کے بارے میں بھی کتابیں ترتیب دے چکے ہیں۔

میں آخر میں اس بات کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سفرِ محبت کے دوران قدم قدم پر فیضان بارگاہِ غوثیت کے امین شہزادۂ غوث اعظم حضرت نقیب الاشراف پیر سید محمد انور شاہ گیلانی قادری رزاقی مدظلہ العالی اور حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ قدس کے فیضان کے علمبردار حضرت حافظ غلام رضا علوی قادری شاذلی مدظلہ العالی کی خصوصی نگاہِ کرم آپ کے شاملِ حال رہی ہے اور اسی فیضانِ نظر کی برکت سے آپ اس اہم اور نازک سفر میں کامیاب بھی ہوئے ہیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قاضی محمد رئیس احمد قادری

سجادہ نشین آستانہ عالیہ ڈھوک قاضیاں شریف

موضع تخت پڑی نزد روات ضلع راولپنڈی

پیش لفظ

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ تو اگر کہتا ہے کہ اس جہان میں اولیاء اللہ موجود نہیں ہیں تو تیری تلاش میں کہیں کمی تو ہو سکتی ہے لیکن یہ اہل اللہ ہر دور میں موجود رہے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے، کیونکہ دنیا میں اگر اللہ والے نہ ہوتے تو پھر یہ کون و مکان اپنی جگہ پر قائم نہ رہ سکتے۔

زانکہ گر پیرے نہ باشد در جہان
نے زمین بر جائے ماند نے مکان

اور اگر ان اللہ والوں کی صحبت نصیب ہو جائے تو پھر اس کا کیا کہنا، کیونکہ یہ صحبت تقرب الی اللہ کا ذریعہ بن جاتی ہے، اہل اللہ کی صرف زیارت ہی ہر سوال کا جواب ہوتی ہے اور ان کی وساطت سے ہر مشکل حل ہو جاتی ہے۔

اے لقائے تو جوابِ ہر سوال
مشکلِ از حل شود بے قیل و قال

تصوف سارے کا سارا ادب ہے، اگر ادب نہیں تو مرشد کے فیض سے بھی محروم رہے گا اور جو مرشد کے فیض سے محروم ہوا، وہ رب تعالیٰ کا لطف و کرم کس طرح حاصل کر سکے گا۔ اولیاء اللہ کے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد ان کی بارگاہوں میں بھی حاضری کو رب تعالیٰ کسی صورت میں رائیگاں نہیں فرماتے۔ بے شک ہم کتنے ہی گناہگار کیوں نہ ہوں؟ اور وہ اپنے ان مقبول بندوں کی وساطت سے ہم جیسے گناہگاروں کی دعائیں بھی قبول فرماتا ہے۔

نومبر 1995 میں حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کے شہر مبارک **مدینۃ الاولیاء** (قونیہ شریف) میں پانچ دن قیام کے بعد جب اس سفر مقدس کا الوداعی سلام کرنے کے بعد بارگاہِ پیر رومی سے باہر آ رہے تھے تو اس وقت کے دعائیہ الفاظ کچھ اس طرح سے تھے کہ یا حضرتِ مولانا! اس بندۂ ناچیز کی یہ آرزو ہے کہ ایک بار پھر آپ کے درِ اقدس پر حاضری کا شرف حاصل ہو، سو بارگاہِ پیر رومی میں یہ التجا شرفِ قبولیت پا گئی اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم اور اپنے اس عظیم و جلیل اور روحانی کامل کے طفیل اس مبارک سفر کیلئے اسباب مہیا ہو گئے اور یوں ایک بار پھر بارگاہِ پیر رومی میں حاضری کیلئے اپنے مشفق و محسن دوست محمد نواز عادل کے ہمراہ 15 جولائی 2004ء اسلام آباد سے استنبول کیلئے روانہ ہوئے۔ اس سفر مقدس کے 15 دنوں میں 6 شہروں (استنبول، برصہ، قونیہ شریف، کرامان، قیصری اور ادرنہ) میں موجود

زیاراتِ مقدسہ پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔لیکن کتاب ہذا میں صرف قیصری، کرامان اور قونیہ شریف میں موجود زیاراتِ مقدسہ اور بالخصوص بارگاہِ پیر رومی میں حاضری کا تذکرہ مقصود ہے۔

کتاب ہذا کی تکمیل کیلئے اس بندہ کے مرشدِ کریم **حضرت السید تیسیر محمد یوسف الحسنی السمہودی المدنی** مدظلہ العالی، شہزادہ غوث الثقلین السید محمد انور گیلانی ، الشیخ حضرت غلام رضا العلوی القادری الشاذلی اور حضرت قاضی رئیس احمد قادری کی دعائیں اس بندہ کے شاملِ حال رہیں ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کتاب ہذا پر جن جن شخصیات نے اپنے پیغامات، تاثرات اور منظومات ارسال کیے، بندہ ان کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ان کیلئے دعا گو بھی ہے۔ بالخصوص حضرت مولانا جلال الدین رومی کے موجودہ سجادہ نشین عزت مآب حضرت فاروق ہدم چلپی اور قونیہ شریف میں سلسلہ مولویہ کے شیخ **نادر کرنی بیوک** (Nadir Karnibuyuk) کا بھی انتہائی شکرگزار ہوں۔

فقیرِ کامل، کتاب دوست و کتاب شناس، سجادہ نشین آستانہ عالیہ ڈھوک قاضیاں شریف حضرت قاضی محمد رئیس احمد قادری مدظلہ العالی کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جناب نے کتاب ہذا پر مقدمہ تحریر فرما کر نہ صرف بارگاہِ پیر رومی میں اپنی حاضری لگوائی ہے بلکہ یہ مقدمہ لکھ کر اس ناچیز کو بھی شرف واعزاز سے نوازا ہے۔ حضرت قبلہ قاضی صاحب اپنی اہم دینی و دنیاوی ذمہ داریوں اور مصروفیات کے علاوہ ہمہ وقت خلقِ خدا کی خدمت اور دکھی انسانیت کی مدد کیلئے کوشاں رہتے ہیں۔ دلی دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے ان کی اس سعی وکوشش کو قبول ومنظور فرمائے۔ آپ کی ان مذکورہ خدمات کے حوالے سے مجھے اس وقت حضرت مولانا روم کا ایک واقعہ یاد آ گیا ہے، جس کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں، حضرت مولانا جلال الدین رومی کی خدمت اقدس میں ایک دن شاہی دیوان کا ایک عہدہ دار حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کرنے لگا حضرت میں چاہتا ہوں کہ سرکاری ملازمت چھوڑ کر کوئی اور کام کروں۔جس پر حضرت پیر رومی نے اسے سمجھانے کیلئے فرمایا کہ خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں ایک کوتوال شہر کی زیارت کیلئے حضرت خضر علیہ السلام تشریف لایا کرتے تھے۔ اتفاقاً اس کوتوال نے اپنے اس سرکاری عہدہ سے علیحدگی اختیار کر لی جس پر حضرت خضر علیہ السلام نے بھی اس سے ملاقات ختم کر دی جس کی وجہ سے وہ شخص انتہائی پریشان ہوا، گریہ وزاری کرتا، بالآخر اس کو خواب میں مطلع کیا گیا کہ تمہارے مراتب میں ترقی اور حضرت خضر سے تمہاری ملاقات اس نوکری کی وجہ سے ہی تھی۔ صبح اٹھ کر اس نے خلیفہ وقت سے بحالی عہدہ کی درخواست اور اس کو اصل صورت سے بھی مطلع کیا۔ جس پر خلیفہ نے

اسے دوبارہ کوتوال مقرر کر دیا اور یوں حضرت خضر سے ملاقات کا سلسلہ بھی پھر شروع ہو گیا۔ ایک دن اس کوتوال نے حضرت خضر سے خود سوال کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ جس پر حضرت خضر نے جواب دیا کہ تم دورانِ نوکری عدالت میں بیٹھ کر غرباء، مساکین اور مظلوموں کی طرف داری اور مدد کیا کرتے تھے اور ان کے کام آتے تھے، اور خلقِ خدا کی یہ خدمت ہزاروں خلوتوں اور ریاضتوں سے بہتر ہے اور یہی تمہارے درجات کی بلندی اور میری ملاقات کا سبب ہے۔ حضرت پیر رومی نے ویسے ہی نہیں فرمایا کہ

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاروں کعبہ یک دل بہتر است

حضرت قبلہ قاضی رئیس احمد صاحب کا ظاہری معاملہ بھی کچھ اسی طرح سے ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے درجات میں مزید ترقی وکامیابی عطا فرمائے۔

قارئین! آج جمعۃ المبارک 14 شعبان المعظم اور 15 ویں بابرکت شب ہے۔ جو شعبان المبارک کی تمام راتوں بلکہ تمام سال کی اکثر راتوں سے افضل ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس بابرکت رات میں اللہ تبارک و تعالیٰ خصوصیت کے ساتھ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتے ہیں اور اتنے زیادہ گناہگاروں کی بخشش فرماتے ہیں کہ ان کی تعداد قبیلہ بنی قلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ ان بابرکت لمحات میں اپنے مالک و مولا کی بارگاہِ اقدس میں انتہائی عجز و انکساری کے ساتھ طالبِ دعا ہوں کہ یا رب العالمین! اپنے پیارے حبیب کریم رؤف الرحیم ﷺ اور اپنے اس عظیم و مقبول بندہ حضرت مولانا جلال الدین رومی کے طفیل میری اس قلیل سی کوشش کو قبول و منظور فرما کر اسے میرے لئے، میرے والدین، میرے مشائخ و اساتذہ، اہلِ خانہ اور جملہ دوست احباب کیلئے باعث بخشش و مغفرت بنا دے۔ یا رب العالمین! آج کی اس بابرکت شب میں جن خوش نصیبوں کو جہنم سے آزادی کا پروانہ ملنے والا ہے ان خوش نصیبوں میں ہمارا نام بھی شامل فرما دینا، آپ بھی میرے ساتھ اس دعا میں شامل ہو کر آمین کہیں۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

اللہ ختمتیع اوبلو
افتخار احمد حافظ

الفقیر الی اللہ ورسولہ

افتخار احمد حافظ قادری

حجری
۱۴۲۷/۸/۱۴

جمعۃ المبارک

14 شعبان المعظم 1427ھ،

8 ستمبر 2006ء

بارگاہِ
پیرِ رُومی رضی اللہ عنہ میں
(قونیہ شریف - ترکی)
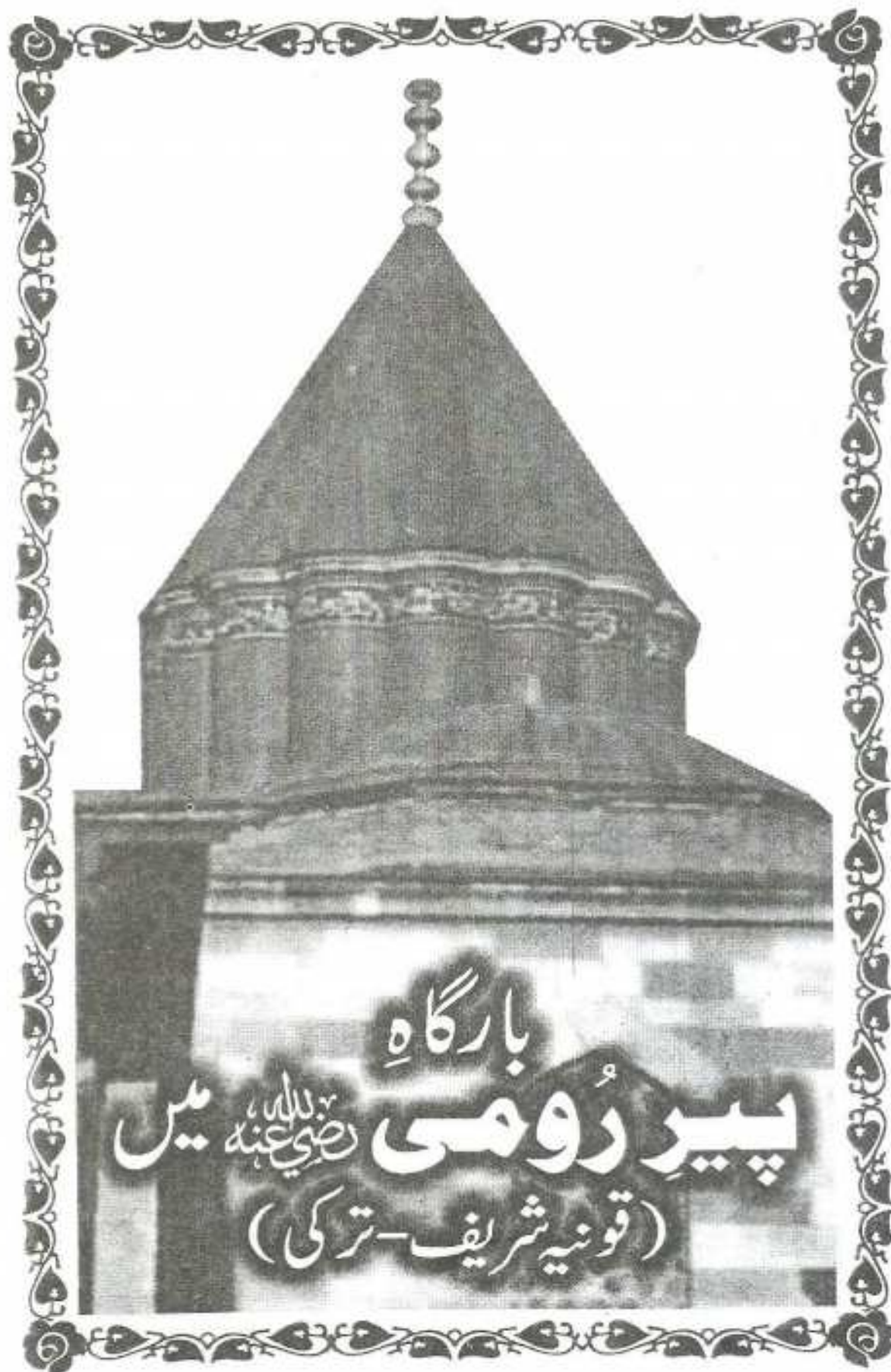
شہر قونیہ شریف کو حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ نے اپنا دائمی مسکن بنایا جو استنبول شہر سے 665 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس شہر کا تعارف اور فضیلت بیان کرتے ہوئے اس طرح ارشاد فرماتے ہیں کہ

قونیه را بعد ازین مدینةُ الاولیاء لقب نهید که هر مولودی
که درین شهر بوجود آید ولی باشد

﴿قونیہ شہر کو ہم نے **مدینۃُ الاولیاء** کا لقب دے دیا ہے اس شہر میں ولی پیدا ہوتے رہیں گے﴾

آپ مزید فرماتے ہیں کہ ''اس شہر میں نہ شمشیر زنی ہوگی اور نہ دشمن اس پر غلبہ حاصل کرسکیں گے یہ شہر آخری زمانے کی آفات سے امان میں رہے گا اور کبھی یہ مکمل تباہ نہ ہوگا''۔

بارگاہِ حضرت پیر رومی اس وقت ایک میوزیم کی صورت میں موجود ہے، خلافتِ عثمانیہ کے بعد 1926 میں اس عظیم و مقدس مقام کو میوزیم میں تبدیل کر کے (KONYA ASAR-I-ATIKA MUZASI) قونیہ میوزیم آف ہسٹاریکل ورکس کے نام سے متعارف کروایا گیا سال 1954 میں نام تبدیل کر کے (MEVLANA MUZUSI) ''**مولانا میوزیم**'' رکھ دیا گیا اور اب یہ عظیم مقام اسی نام سے مشہور و معروف ہے، اسکا موجودہ رقبہ 18000 مربع میٹر ہے جو درگاہِ حضرت مولانا، آپ کی مسجد، درویشوں کے کمرے، لائبریری، تبرکات کے کمرے، سماع ہال، مطبخ، وسیع لان، صحن، وضو کی جگہ، باغیچہ اور دفاتر پر مشتمل ہے۔ مولانا میوزیم روزانہ صبح 9 بجے سے شام 6 بجے تک بغیر وقفہ کے کھلا رہتا ہے۔ صرف بروز سوموار صبح 9 بجے کی بجائے 10 بجے کھلتا ہے۔ اس میں داخلے کے لیے ٹکٹ لینا ضروری ہے جس کی موجودہ شرح 4 ملین ٹرکی لیرا (165 روپے پاکستانی، جولائی 2004ء) ہے۔ حضرت مولانا روم کے مزارِ مبارک کے قریب ہی ''درگاہ ہوٹل'' میں قیام تھا۔ ہم بھی تیار ہو کر بارگاہِ حضرت پیر رومی میں حاضری کے لیے میوزیم پہنچے ٹکٹ لینے کے لیے کافی طویل لائن تھی۔ جن میں ترکوں کے علاوہ غیر ملکی زائرین بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔ اپنی باری آنے پر ٹکٹ حاصل کئے اور میوزیم کے اندر داخل ہو گئے، سامنے بارگاہِ حضرت رومی کی عمارت کے صدر دروازے پر جلی حروف

میں **یا حضرت مولانا** لکھا ہوا نظر آیا، اور اس عبارت کے نیچے حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رضی اللہ عنہ کا درج ذیل شعر لکھا ہوا تھا ۔

کعبۃ العشاق باشد این مقام
ہر کہ ناقص آمد این جا شُد تمام

﴿ کعبہ کے عُشاق اِس مقام پر آ پہنچے کہ جہاں ناقصوں کو کامل بنا دیا جاتا ہے ﴾

حضرت جامی کا یہ شعر پڑھنے سے ایک عجب کیفیت طاری ہوئی اور احساس ہوا کہ ہم کسی عام بارگاہ میں حاضر نہیں ہو رہے بلکہ یہ تو وہ بارگاہِ عظیم ہے کہ جن کے متعلق ایک عاشقِ صادق نے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ

من چہ گویم وصفِ آن عالی جناب
نیست پیغمبر ولی دارد کتاب

﴿ کہ میں اُس عظیم ہستی کی کیا تعریف کروں وہ پیغمبر تو نہیں تھے لیکن اُن کو ایک کتاب ضرور عطا ہوئی ﴾

یہاں کتاب سے مراد **مثنوی شریف جس کو** فارسی زبان کا قرآن پاک کہا جاتا ہے بقول حضرت عبدالرحمٰن جامی رضی اللہ عنہ

مثنوی معنوی مولوی
ہست قرآن در زبان پہلوی

شاعرِ مشرق اور حضرت مولانا روم کے مُریدِ ہندی علامہ محمد اقبال کی بھی روح تڑپی اور اور اپنے روحانی مُرشد کے بارے میں یوں گویا ہوئے

پیرِ رومی مُرشدِ روشن ضمیر
کاروانِ عشق و مستی را امیر

مرکزی دروازہ سے اندر داخل ہوں تو بارگاہِ حضرتِ پیر رومی رضی اللہ عنہ سے پہلے ایک کمرہ آتا ہے جس کو **تلاوت چیمبر** یا **تلاوت قرآن پاک کا کمرہ** کہا جاتا ہے 1926 سے

پہلے یہاں تلاوت کلام پاک ہوا کرتی تھی پھر زائرین حضرت مولانا روم کی خدمت میں سلامی کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے لیکن میوزیم بن جانے کے بعد اس بابرکت مقام کو خطاطی کے نمونوں کی نمائش کیلئے مختص کر دیا گیا ہے۔ اس میں قدیم دور کے مشہور خطاطوں کے فن پاروں کو نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا ہے۔ اسی کمرہ سے اندرونی جانب ایک اور دروازہ کھلتا ہے جو بارگاہِ رومی میں داخلے کا دوسرا مرکزی دروازہ ہے۔ چاندی کا بنا ہوا یہ انتہائی خوبصورت دروازہ 1599ء میں حسن پاشا نے بارگاہِ رومی کیلئے پیش کیا تھا اس دروازہ کے دائیں اور بائیں جانب انتہائی خوبصورت اور قیمتی قالین لٹکے ہوئے ہیں اس دروازہ کے اُوپر بھی ایک خوبصورت فریم لگا ہوا ہے۔ جس میں حضرت مولانا جامی کا شعر مذکورہ بالا جلی حروف میں لکھا ہوا ہے۔ اس خوبصورت دروازہ سے اندر داخل ہوں تو بارگاہِ رومی کا خوبصورت اور طویل ہال شروع ہو جاتا ہے یہ ہال تین گنبدوں پر مشتمل ہے۔ حضرت مولانا روم اور آپ کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد **سبز گنبد** کے نیچے آرام فرما ہیں جس کو **قبۂ خضراء** کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس سبز گنبد کی تعمیر حضرت مولانا روم کے محبوب خلیفہ شیخ حُسام الدین چلبی رضی اللہ عنہ کے ایام سجادگی اور حضرت سلطان ولد کی منظوری سے شہر تبریز کے معروف ماہر تعمیرات بدرالدین تبریزی کے ہاتھوں پایۂ تکمیل کو پہنچی اور اُس وقت مزار مبارک کی تعمیر پر ایک لاکھ تیس ہزار سلجوقی درہم خرچ آیا تھا۔ ہال مذکورہ کے دائیں جانب ایک بلند اور طویل چبوترہ پر 60 قبور مبارکہ ہیں عین درمیان میں حضرت مولانا روم کا مزارِ پر انوار ہے۔ جس پر ایک خوشنما غلاف پڑا ہوا ہے۔ 1565ء میں عثمانی سلطان **سلیمان القانونی** نے حضرت مولانا روم اور آپ کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کیلئے جب سنگِ مرمر کے تعویذ پیش کیے تو حضرت مولانا روم کے مزار مبارک پر پڑا ہوا لکڑی کا تعویذ آپ کے والدِ ماجد کے مزار مبارک پر رکھ دیا گیا جو آج بھی موجود ہے۔ چبوترہ مذکورہ پر حضرت مولانا روم کے اہل خانہ، عزیز و اقارب، سجادگان اور خلفاء کے علاوہ سلسلہ مولویہ کی اہم شخصیات بھی آرام فرما ہیں، اسی طرح بائیں جانب ایک مختصر چبوترہ پر خراسان کے 6 اولیاء اللہ کے مزارات مبارکہ بھی ہیں۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک دنیا کا خوبصورت اور ڈیزائن کے لحاظ سے منفرد مزار مبارک ہے، ظاہری خوبصورتی اور جاہ وجلال کے علاوہ اس کے انوار و تجلیات کے بھی کیا کہنے۔ اس بندۂ ناچیز کو شام، عراق، اُردن، ایران، افغانستان اور پاکستان میں اکثر مزارات مبارکہ پر حاضری کا شرف حاصل ہو چکا ہے اپنے ذاتی مشاہدے کی روشنی میں علی وجہ البصیرت یہ بات لکھ رہا ہوں کہ یہاں کی کیفیات اور انوار و تجلیات کا عالم ہی نرالا ہے، کیوں نہ ہوں یہ وہ ہستی عظیم ہیں کہ جن پر زندگی میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی تجلیات کا نزول فرماتے رہے۔ حضرت پیر رومی فرمایا کرتے تھے کہ **بیت اللہ شریف** کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے صرف ایک بار **اپنا گھر** کہا ہے جب کہ ستر بار مجھے **اپنا بندہ** کہہ چکا ہے۔

کعبہ را یک بار بیتی گفت یار
گفت یا عبدی مرا ھفتاد بار

بارگاہِ رومی میں زائرین ہر وقت سلام کیلئے حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ بالخصوص جمعۃ المبارک اور چھٹی والے دن تو زائرین کا رش قابل دید ہوتا ہے۔ ہم نہایت ادب سے اس مرکزی دروازہ سے اندر داخل ہوئے، اندر کے پورے ماحول کو بانسری کی لے نے پر کیف و پُر سوز بنایا ہوا تھا۔ اسی لیے تو حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ پیر رومی کو اپنا ساتھی و مرشد بنا لے تاکہ پھر خداوند تعالیٰ تجھے بھی سوز و گداز کی نعمت سے نواز دے۔

پیرِ رومی را رفیقِ راہ ساز
تا خدا بخشد ترا سوز و گداز

ہم نے سب سے پہلے حضرت مولانا رومی رضی اللہ عنہ کے محبوب خلیفہ، کاتب مثنوی شریف اور اول سجادہ نشین حضرت حسام الدین چلپی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہدیہ سلام پیش کیا۔

خلیفۃ الحق جنید الزمان حضرت حسام الدین چلپی رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ جو کچھ نذرانہ آتا وہ سب حضرت حسام الدین چلپی

کے پاس بھیج دیتے جسے وہ خدام کی ضرورتیں پوری کرنے میں صرف فرماتے۔ ایک دن امیر تاج الدین معتز رحمۃ اللہ علیہ نے سات ہزار درہم سلطانی حضرت مولانا کی خدمت میں ارسال کئے کہ یہ مال حلال ہے اسے آپ ضرور قبول فرمائیں۔ حضرت مولانا نے وہ تمام رقم بھی حضرت حسام الدین چلپی کو ارسال کردی۔ اس وقت آپ کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد بھی موجود تھے۔ فرمانے لگے کہ:۔

ما هیچ نیست و وجه اخراجات نداریم وهر فتوحی که می آید حضرت خداوند گار بخدمت چلپی می فرستد، پس ما چه کنیم؟

﴿اس وقت گھر میں اخراجات کیلئے کچھ بھی نہیں ہے اور جو نذرانہ بھی آتا ہے آپ اسے حضرت حسام الدین چلپی کے ہاں بھیج دیتے ہیں۔ ہم کیا کریں؟﴾

حضرت مولانا روم نے فرمایا

بهاء الدین والله، وبالله، وتالله، که اگر صد هزار زاهد کامل متقی را حالت مخمصة واقع شود و بیم هلاکت بود و مرا یک نانی باشد آن راهم بحضرت چلپی حسام الدین بفرستم

﴿اے بہاء الدین خدا کی قسم اگر سو ہزار زاہد اور کامل متقیوں کو بھوک کی شدت سے موت کا اندیشہ ہو اور اس وقت میں میرے پاس اگر صرف ایک روٹی بھی ہوگی تو وہ بھی میں حسام الدین چلپی کو بھیج دوں گا﴾

کیونکہ وہ مرد خدا ہے اور اس کے تمام کام اللہ کیلئے ہیں۔ ایک دن حضرت حسام الدین چلپی کے سامنے کسی نے کہا کہ فلاں شخص حضرت مولانا روم کے کلام کی شرح کرنے میں مہارت رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ

کلامِ خداوند گارِ ما بمثابت آئینه ایست

﴿ہمارے آقا و مولا حضرت مولانا کا کلام مثلِ آئینہ ہے۔﴾

جو شخص جب آئینہ دیکھتا ہے تو اس کو اس میں اپنی صورت نظر آتی ہے۔ جو شخص مولانا کے کلام کی شرح بیان کرتا ہے وہ اس کا اپنا حال ہے۔ جو وہ بیان کرتا ہے۔ دریا سے نہریں تو نکالی جاسکتی ہیں لیکن ہزاروں نہروں سے دریا نہیں بن سکتا اور پھر یہ شعر پڑھا۔

بگوشها برسد حرفهای ظاهر من
هیچ کس نرسد نعرۂ ہائے جانئ من

﴿میرے ظاہری حروف تو لوگوں کو سنائی دیتے ہیں
مگر میرے روحانی نعروں کی کانوں کان کسی کو خبر نہیں۔﴾

روایت ہے کہ خلیفۃ الحق حضرت حسام الدین چلپی ''شافعی'' مذہب پر تھے، ایک دن حضرت مولانا روم کی خدمت میں سر رکھ کر فرمایا ''میں چاہتا ہوں کہ میں حنفی مذہب اختیار کرلوں، اس لئے کہ آپ بھی حنفی ہیں''۔ حضرت مولانا نے جواب میں فرمایا **''نی نی، صواب آنست کہ درمذہب خود باشی و آن را نگاہ داری و مردم را بر جادۂ عشقِ ما ارشاد کنی''** کہ آپ اپنے مذہب پر ہی رہو اور اس کی پیروی کرو لیکن لوگوں کو میرے طریقۂ عشق کی تعلیم دیا کرو۔

حضرت سراج الدین مثنوی خواں سے روایت ہے کہ حضرت حسام الدین چلپی کی یہ عجیب عادت تھی کہ جو لوگ فسق و فجور میں مشہور تھے آپ ان کی بہت زیادہ تعریف کیا کرتے تھے اور ان لوگوں کو زاہد اور پارسا کہا کرتے تھے اور جو لوگ بظاہر زاہد اور پرہیز گار ہوتے تھے ان کی مذمت کیا کرتے تھے۔ کسی نے یہ بات حضرت مولانا روم کی خدمت میں عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ حسام الدین چلپی درست کہتے ہیں وہ فاسق و فاجر لوگوں کی اس لئے تعریف کرتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے باطن میں ادب اور محبت ہوتی ہے جب کہ ظاہری عبادت کرنے والے باطن میں بے ادب اور منافق ہوتے ہیں اس لئے ان کی برائی اور مذمت کرنا درست ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی نظر ہمیشہ بندوں کے باطن پر ہوتی ہے ظاہر پر نہیں۔

ما کہ باطن بین جملہ کشوریم
دل بینیم و بظاہر ننگریم

﴿ہم تمام دنیاؤں کے اندرونی حالات دیکھتے ہیں ظاہری صورت نہیں دیکھتے۔﴾

حضرت مولانا روم کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد بیان فرماتے ہیں کہ جب قاضی سراج الدین کی نعش قبر میں اتاری گئی، میں حسام الدین چلپی کے پیچھے بیٹھا تھا مجھ سے فرمایا بہاء الدین ذرا قبر کی طرف نظر کر، جب قاری نے تلقین پڑھنا شروع کی تو میں نے دیکھا کہ سیاہ دھواں اس قبر سے اٹھا اور تمام قبرستان میں پھیل کر پھر سمٹ کر اس کی قبر میں گم ہو گیا۔ مجھ سے حضرت حسام الدین چلپی نے فرمایا ''سلطان ولد! تو نے دیکھا'' میں نے جواب دیا ''جی! عجیب دھواں تھا'' جس پر حسام الدین چلپی نے فرمایا کہ یہ دھواں حضرت مولانا روم قدس اللہ سرہ اور اولیائے سلف کے انکار کی وجہ سے تھا اور اگر میں مزید حالات دکھاؤں تو تمہیں بہت ہی رحم آئے گا۔ سلطان ولد فرماتے ہیں کہ میں یہ حالت دیکھ کر بہت پریشان ہوا اور میں بہت رویا کہ ایسا نامی گرامی عالم دین اور اس کی یہ حالت۔ پھر حسام الدین چلپی نے فرمایا کہ اے مرشد زادے تیرے قدوم مبارک کی برکت اور ہمارے خداوندگار حضرت مولانا روم، قاضی سراج الدین کی شفاعت کریں گے تاکہ اس پر سختی نہ ہو اور مرحومین میں شامل ہو جائیں۔ پھر آپ نے دس بار سورۃ الاخلاص پڑھ کر قبر پر دم کیا اور فرمانے لگے کہ اولیاء اللہ کے انکار کے مقابلہ میں اور کوئی گناہ اور خطا اتنی سنگین نہیں ہے، سوائے انکار اولیاء کے، باقی سب گناہ بخشے جاتے ہیں، پاک لوگوں کا منکر نہ بن، مغموم لوگوں کا صبر تجھے ہلاک اور برباد کر دے گا۔ تیسرے روز حضرت حسام الدین چلپی نے قاضی سراج الدین کو خواب میں جنت میں ٹہلتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ یہ رتبہ آپ کو کیسے ملا؟ عرض کیا کہ حضرت مولانا صاحب کی عنایت سے یہاں پہنچا ہوں، آپ نے جب یہ خواب حضرت سلطان ولد سے بیان کیا تو قاضی سراج الدین کے بیٹے اور پوتے حضرت حسام الدین چلپی کے مریدوں میں شامل ہو گئے۔

روایت ہے کہ ایک روز حسام الدین چلپی نے حضرت مولانا روم کی خدمت میں عرض کی کہ **''امشب در مبشره خواب دیدم که بلال حبشی رضی اللہ عنہ کلام الله را بالای سر برداشته بود و حضرت سید الاولین والآخرین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کتاب مثنوی را در بر گرفته مطالعه می فرمود''** آج رات میں

نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ قرآن مجید کو سر پر اٹھائے ہوئے ہیں اور سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم مثنوی شریف اٹھائے ہوئے اس کا مطالعہ فرمارہے ہیں اور صحابہ کرام اس کی تعریف فرماتے ہیں اور سر مبارک ہلاتے ہیں۔ حضرت مولانا روم نے فرمایا ''خدا کی قسم جس طرح تم نے دیکھا ہے ویسا ہی ہے''۔

حضرت حسام الدین چلپی وہ محبوب شخصیت ہیں کہ شیخ صلاح الدین زرکوب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت مولانا روم نے انہیں اپنا ہمدم و ہمراز بنایا اور جب تک حضرت مولانا روم زندہ رہے، اسی شخصیت سے دل کو تسکین دیتے رہے۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ، حضرت حسام الدین چلپی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس طرح پیش آتے کہ گمان ہوتا کہ حضرت مولانا ان کے مرید ہیں اور حضرت حسام الدین چلپی کے ادب وعقیدت کی انتہا دیکھیں کہ ایک دن بھی حضرت مولانا روم کے وضوخانے میں وضو نہیں کیا۔ برفباری کے شدید موسم میں بھی اپنے گھر جا کر وضو کرتے۔

حضرت حسام الدین چلپی ہی وہ منظورِ نظر شخصیت ہیں کہ جن کی تجویز پر حضرت مولانا روم نے مثنوی شریف کی ابتداء کی اور آپ حیران ہوں گے کہ جس کتاب کو آگے چل کر **ہست قرآن در زبانِ پہلوی** کا خطاب ملا اُس کتاب کے 6 دفتروں میں سے 5 دفاتر حسام الدین چلپی کے نام سے مزین ہیں۔ مثنوی شریف کے پانچوں دفتر کی ابتداء اس خوبصورت شعر سے ہوتی ہے۔

شہ حسام الدین کہ نورِ انجم است
طالبِ آغازِ سفرِ پنجم است

مثنوی شریف کی مقبولیت کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ حضرت مولانا جامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں مثنوی شریف ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں

صنفت کتب کثیر معنوی

لیس فیھا کالکتاب المثنوی

﴿کہ بے شمار اعلیٰ کتب تالیف کی گئی ہیں لیکن ان میں کوئی کتاب بھی مثلِ مثنوی شریف نہیں۔﴾

سماع کی محافل میں لوگ پہلے حضرت حسام الدین چلپی کی موجودگی کو یقینی بنا کر حضرت مولانا روم کو دعوت دیتے۔ حضرت مولانا روم شیخ حسام الدین چلپی کو **ابا یزید الوقت، جنید الزمان، ولی اللہ فی الارض، مفتاح خزائن العرش** جیسے عظیم القابات سے یاد فرمایا کرتے تھے۔

اصحاب مدرسہ سے منقول ہے کہ ایک روز معین الدین پروانہ نے بہت بڑے جلسے کا اہتمام کیا جس میں شہر کے تمام بزرگ مدعو تھے۔ حضرت مولانا روم بھی تشریف لائے لیکن آپ خاموش رہے اور ایک کلمہ بھی زبان سے ارشاد نہیں فرمایا۔ اس روز حضرت حسام الدین چلپی کو دعوت نہیں دی گئی تھی۔ معین الدین پروانہ سمجھدار آدمی تھا، سمجھ گیا اس نے فوراً مولانا سے عرض کی کہ ارشاد ہو تو حضرت چلپی کو بھی باغ سے بلا لیا جائے آپ نے فرمایا مناسب ہے، کیونکہ پستانِ حقائق معانی کے دودھ کو وہی جذب کرتے ہیں۔

این سخن شیر است در پستانِ جان

بے کشندہ خوش نمی گردد روان

﴿یہ بات پستان میں دودھ نکالنے کی طرح ہے، نکالنے والے کے بغیر جاری نہیں ہوا کرتا﴾

حضرت حسام الدین چلپی مع خدام تشریف لائے، معین الدین پروانہ نے دوڑ کر ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور خود ان کے آگے شمع لے کر چلنا شروع کر دیا، اس وقت حضرت مولانا بھی بے ساختہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے مرحبا جانِ من، ایمانِ من، جُنیدِ من، نورِ من، مخدومِ من، محبوبِ حق، معشوقِ انبیاء، حسام الدین بار بار قدموں پر سر رکھتے اور خدام عاشقانہ نعرے لگاتے، معین الدین پروانہ کے دل میں خیال آیا کہ واقعی حضرت حسام الدین چلپی کی یہ حالت ہے یا حضرت مولانا ازروئے تکلف یہ فرما رہے ہیں، حضرت چلپی نے فوراً معین الدین پروانہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔

اور فرمایا معین الدین ! گو مجھ میں کوئی بات بھی نہیں ہے تو مولانا کے ارشاد سے وہ ہوگئی بلکہ اس سے سو حصہ اور بڑھ گئی، انہیں یہ قدرت ہے کہ جو حال نہیں ہے وہ پیدا ہو جائے اور ایک نظرِ عنایت سے ہدایت فرما کر کامل بنا دیں۔

یک نظری بیش نیست آن فقیرا اے پسر
بر بردت آن نظر سوے اثیرا اے پسر

﴿اے بیٹے یہ سب کچھ صرف ایک نظر کا کمال ہے، جب کسی اثر قبول کرنے والے پر مہر کی نگاہ اٹھ جاتی ہے تو وہ طالب کو بہت اونچا لے جاتی ہے۔﴾

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنی حیات مبارکہ میں ہی اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر فرما دیا تھا۔ حضرت مولانا روم کے وصال کے بعد آپ 11 برس سجادہ نشینی کے فرائض احسن طریقہ پر سرانجام دیتے رہے۔ منقول ہے کہ ایک دن حسام الدین چلپی اپنے خدام کے ہمراہ باغ میں موجود تھے، اچانک ایک درویش نے آ کر اطلاع دی کہ حضرت مولانا روم کے مزارِ مبارک کے گنبد کا کلس گر گیا ہے، حضرت حسام الدین چلپی نے ایک آہ بھری اور بار بار اپنی پگڑی کو زانو پر مارتے اور روتے، تھوڑی دیر کے بعد فرمایا حساب کرو کہ حضرت مولانا کو اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے کتنا عرصہ گزر گیا، حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا پورے دس برس گزر گئے ہیں اور گیارہواں برس شروع ہو گیا۔ اسی وقت آپ کے چہرہ پر تغیر نمایاں ہوا اور پسینہ سے تر ہو گئے فرمایا کہ مجھے گھر لے چلو، اب عمر کا پیمانہ بھر چکا ہے اور ارشاد فرمایا کہ

وقت آن آمد کہ ما عریان شوم
جسم بگذارم سراسر جان شوم

﴿وقت آ پہنچا ہے کہ میں اب دنیا سے رخصت ہو جاؤں اور جسم سے آزاد ہو کر سراپا جان بن جاؤں۔﴾

آپ گھر تشریف لائے، چند روز صاحبِ فراش رہے اور جس وقت حضرت مولانا روم کے مزارِ مبارک کا نیا کلس چڑھا دیا گیا تو اسی روز بروز منگل 22 شعبان المعظم 683 ہجری انتقال فرمایا

اور حضرت مولانا کے چبوترے پر ہی آپ کے انتہائی قریب آپ کا مزار مبارک بنا جو اس وقت قابل دید ہے۔ اس عظیم شخصیت کی خدمت میں اپنا ہدیہ عقیدت پیش کرنے کے بعد ہم آہستہ آہستہ آگے چلے اور مزار پُر انوار حضرت پیر رومی کے عین سامنے کھڑے ہو کر نہایت ادب و عقیدت سے عاجزانہ سلام پیش کیا۔ قارئین ہم جس مقام پر کھڑے تھے کبھی سلجوقی محل کے ساتھ واقع گلاب کے پھولوں کا ایک باغ تھا۔ یہ محل اور باغ سلطان علاؤالدین کیقباد نے حضرت مولانا روم کے والد ماجد کو تحفہ میں دیا تھا۔ 12 جنوری 1231ء کو جب حضرت مولانا روم کے والد ماجد حضرت سلطان بہاء الدین ولد نے وفات پائی تو پھولوں کے اس خوبصورت باغ میں سب سے پہلے آپ کو ہی دفنایا گیا اور پھر دوسری قبور اس باغ پر بنتی چلی گئیں۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت شہر بلخ میں 6 ربیع الاول شریف 604 ہجری (1207) عیسوی ہوئی آپ کے والد محترم حضرت سلطان العلماء سلطان بہاء الدین ولد فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے کی عمر ابھی پانچ سال کے قریب تھی کہ ایک دن وہ دوسرے لڑکوں کے ساتھ چھت پر چل رہے تھے کہ کسی لڑکے نے کہا کہ آؤ اس چھت سے دوسری چھت پر کودیں، میرے بیٹے نے کہا کہ اس قسم کی حرکات تو کتا، بلی اور دوسرے جانور بھی کر سکتے ہیں، ہمت کرو اس سے آگے بڑھو آؤ! اور آسمان کی طرف پرواز کریں، یہ کہہ کر جلال الدین کچھ دیر کیلئے لڑکوں کی نظر سے غائب ہو گئے جس پر لڑکوں نے شور مچانا شروع کر دیا اور کچھ دیر بعد آپ واپس آ گئے اور کہنے لگے کہ جس وقت میں تم سے باتیں کر رہا تھا تو اس وقت فرشتوں کی ایک جماعت آئی اور مجھے پکڑ کر آسمان پر لے گئی، میں نے وہاں پر عجائبات عالم ملکوت کی زیارت کی اور جب تم لوگوں نے میرے لئے شور کیا تو وہ فرشتے مجھے واپس لے آئے۔

حضرت مولانا روم نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی اس کے بعد حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی رضی اللہ عنہ کی شاگردی میں آئے اور قیامِ بلخ میں انہی کے زیر تربیت رہے اور

بیشتر علوم دینیہ بھی انہی سے حاصل کئے۔ بلخ سے ہجرت کے بعد نیشا پور، بغداد، حجاز مقدس، شام اور آق شہر سے ہوتے ہوئے قونیہ پہنچے، اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد 25 سال کی عمر میں اعلیٰ دینی تعلیم کیلئے شام کا سفر اختیار فرمایا۔ شہر حلب میں **مدرسۂ حلاویہ** شیخ کمال الدین عدیم حلبی سے فیض حاصل کیا اور اس مدرسہ کے علاوہ حلب کے اور مدارس سے بھی اکتساب فیض کیا۔ **مناقب العارفین از شمس الدین الافلاکی** رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت کے مطابق حضرت مولانا روم نے سات برس دمشق میں بھی رہ کر تحصیل علم کیا۔ حضرت مولانا روم کے ایک مرید خاص **سپہ سالار** جنہوں نے مدتوں حضرت رومی کی صحبت سے فیض حاصل کیا، کی روایت کے مطابق آپ دمشق کے مدرسہ برانیہ میں تحصیل علم کیلئے قیام پذیر رہے۔ دور طالب علمی میں ہی حضرت مولانا روم نے یہ مرتبہ حاصل کر لیا تھا کہ جب کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا اور کسی سے حل نہ ہوتا تو لوگ آپ ہی کی طرف رجوع کرتے۔ یہ امر مسلم ہے کہ حضرت مولانا روم نے تمام علوم دینیہ میں نہایت کمال حاصل کر لیا تھا۔

حضرت مولانا روم کی خدمت اقدس میں اپنا سلام پیش کرنے کے بعد اپنے اہل خانہ، اپنے دوست، احباب اور جن شخصیات نے آپ کی خدمت میں سلام کا نذرانہ پیش کرنے کیلئے کہا تھا اُن سب شخصیات کا سلام پیش کیا اور اس عظیم مقام پر سب کی حاضری کے لیئے دُعا بھی کی، زائرین کا یہاں اتنا زیادہ رش ہوتا ہے کہ آپ کے مزار مبارک کے سامنے زیادہ دیر کھڑے نہیں ہو سکتے تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر ایک مقام پر بیٹھ گئے۔ تلاوت کی، مثنوی شریف کے اشعار پڑھے، ہم اتنی عظیم بارگاہ میں اپنی حاضری پر ناز کر رہے تھے کیونکہ حضرت مولانا روم اللہ تبارک وتعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے **آیۃ من آیات اللہ** روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شمس تبریزی نے مولانا روم کے مدرسہ میں فرمایا تھا

ہر کہ می خواهد کہ انبیاء را بیند ،مولانا را بیند، سیرتِ انبیاء اوراست

﴿کہ جو انبیاء کی زیارت کرنا چاہتا ہے وہ حضرت مولانا روم کی زیارت کر لے

کیونکہ آپ کی سیرت، انبیاء کی سیرت ہے﴾

حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اور آپ کے فرزندِ ارجمند حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مولانا روم سے اسقدر عشق و محبت تھی کہ حضرت قبلہ بابو جی فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولانا روم درد کا سوداگر ہے اور ہم درد کے خریدار۔ آپ کو قونیہ شریف حاضری کی اس قدر شدید خواہش تھی کہ آپ دعا فرمایا کرتے تھے کہ خدا کرے زندگی میں ایک مرتبہ حضرت مولانا روم کے مزارِ مبارک پر حاضری ہو جائے، پھر ایک سے زائد مرتبہ آپ کو حاضری کا شرف نصیب ہوا۔

آج اس عظیم مقام پر بیٹھے ہوئے ہم اپنی قسمت پر نازاں تھے اور شکرِ خداوندی کے ساتھ بار بار کبھی اپنے آپ کو اور کبھی حضرت مولانا روم کے مزارِ پرکیف کو دیکھتے، دعا کے بعد ایک بار پھر اُٹھ کر آپ کی بارگاہ میں ہدیہ سلام پیش کیا، اور پھر آپ کی پائینتی آپ کے والدِ ماجد سلطان العلماء حضرت سلطان بہاء الدین ولد کی خدمت اقدس میں نذرانہ سلام پیش کیا اور قریب ہی حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب کے مزار مبارک پر بھی ہدیہ سلام پیش کیا۔

حضرت صلاح الدین زرکوب رضی اللہ عنہ

حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب قونیہ شریف میں ایک دُکان پر چاندی کا کام کیا کرتے تھے ایک دن حضرت مولانا روم شمس تبریز کی جدائی میں بیقراری کی حالت میں گھر سے نکلے راستے میں شیخ صلاح الدین کی دُکان تھی اور آپ اُس وقت چاندی کے ورق کُوٹ رہے تھے ورق کُوٹنے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے اُس نے حضرت مولانا پر سماع کی کیفیت پیدا کر دی اور آپ پر وجد کی حالت طاری ہو گئی شیخ صلاح الدین زرکوب جو خود بھی صاحبِ حال تھے حضرت مولانا روم کی یہ حالت دیکھ کر دیر تک چاندی ضائع کرتے ہوئے ورق کوٹتے رہے اور وہیں کھڑے کھڑے اپنی دُکان لٹوا دی اور حضرت مولانا روم کے ہمراہ ہو لئے۔ شیخ صلاح الدین زرکوب اور حضرت مولانا روم آپس میں پیر بھائی بھی ہیں۔ حضرت مولانا روم کے استاد اور شیخ طریقت حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت مولانا روم کے والدِ ماجد سے دو عظیم چیزیں حاصل ہوئی ہیں۔ ایک قال اور ایک حال۔ قال کی کیفیت تو میں نے حضرت مولانا روم کو منتقل کر دی ہے لیکن اپنی کیفیتِ حال

صلاح الدین زرکوب کو بخش دی ہے۔ اس لحاظ سے حضرت مولانا روم شیخ صلاح الدین زرکوب کا بہت زیادہ ادب واحترام کیا کرتے تھے آپکی شان میں بے شمار غزلیات اور اشعار کہے۔

حضرت سلطان ولد سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت صلاح الدین زرکوب نے مجھ سے کہا کہ بہاء الدین سوائے میرے کسی شیخ کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو، شیخ کامل میں ہوں۔ میری نظر آفتاب کا حکم رکھتی ہے، مرید مثلِ پتھر کے ہے۔ آفتاب کی نظر سے پتھر لعل بن جاتا ہے۔

ایک دن کسی نے حضرت مولانا روم سے دریافت کیا کہ عارف کون ہے؟ فرمایا عارف وہ ہے کہ تو خاموش ہو اور وہ تیرے اسرار بیان کردے جیسے کہ شیخ صلاح الدین زرکوب ہیں۔ یہ ہر وقت عالمِ غیب کی خبریں بیان کرتے ہیں اور لوگوں کے دلوں کی باتیں ظاہر کرتے ہیں۔

حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب کی والدہ محترمہ لطیفہ خاتون کا انتقال ہوا اور ان کو دفن کرنے کے بعد سب لوگ واپس آ گئے مگر شیخ صلاح الدین زرکوب قبر پر ٹھہر گئے، حضرت مولانا روم نے چلنے کا اشارہ کیا تو انہوں نے عرض کی والدہ کے مجھ پر بہت سے احسانات ہیں، میں چاہتا ہوں کہ انہیں منکر ونکیر کے سوالات کی سختی سے بچاؤں اور درگاہِ الٰہی میں عرض کروں کہ انہیں قبر کی وحشت نہ ہو اور کچھ دیر قبر پر بیٹھنے کے بعد تبسم فرماتے ہوئے تشریف لے آئے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن میرے بہاء الدین سلطان ولد کا عقد شیخ صلاح الدین زرکوب کی صاحبزادی فاطمہ خاتون سے ہوا تو جنت کی حوروں اور ملائکہ نے بھی اس کی خوشی منائی، نقارے بجائے اور سماع کیا۔

حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ رحمت الٰہی کی کان ہیں، تمام مخلوق پر ان کی وجہ سے رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ تمام عالم کی زندگی ان کے نور سے ہے، ان کا نور کبھی ختم نہیں ہوتا، جس میں یہ صفت نہیں، وہ ولی نہیں ہے، اہل دل کا سماع حضوری ہے، ولی اللہ کی ایک یہ صفت ہے کہ اس کے سینے کو کھول دیا جائے وہ اپنے سینے میں دریائے نور دیکھے اور اس دریا سے عشق بازی کرے۔

ایک روز حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب، حضرت مولانا روم کے سامنے حضرت بایزید بسطامی اور حضرت جنید بغدادی کے احوال وکرامات بیان فرما رہے تھے جس پر حضرت مولانا روم نے فرمایا یہاں میں اور صلاح الدین موجود ہیں، حضرت بایزید بسطامی اور حضرت جنید بغدادی کا نور ہمارے ساتھ ہے، بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ ہے اور فرمایا

چون هست صلاح دین درین جمع
منصور وابا یزید با ماست

﴿جب صلاح الدین ہمارے ساتھ موجود ہیں تو یہ سمجھو منصور حلاج اور بایزید بسطامی ہمارے ساتھ ہیں﴾

حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب 10 سال تک حضرت مولانا کی خدمت میں رہے، جب عمر پوری ہونے لگی اور صحبت کا زمانہ ختم ہونے لگا تو ان کے جسم لطیف میں علالت پیدا ہونی شروع ہوئی اور ضعف بڑھنے لگا، حضرت مولانا روم ہمیشہ آپ کی عیادت کو جاتے اور آپ کے سرہانے بیٹھ کر کلمات غریب اور اسرار عجیب بیان فرماتے، ایک روز حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب نے حضرت مولانا روم سے عرض کیا کہ میں اس وقت تک دنیا سے نہ جاؤں گا جب تک رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب نہ ہو جائے۔ جس پر حضرت مولانا روم نے فرمایا کہ میں سرکار دو عالم ﷺ کو راضی کرلوں گا اور تمہاری سفارش بھی کروں گا تم فکر نہ کرو اور بالآخر حضرت شیخ کی یہ دلی خواہش بھی پوری ہوئی۔ جس کے بعد حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب نے کہا کہ اگر اب آپ اجازت دیں تو میں اس دنیا سے خوشی خوشی رخصت ہو جاؤں۔ مولانا نے اجازت دے دی۔ اس کے بعد تین روز تک حضرت مولانا روم عیادت کیلئے نہ گئے اور بالآخر حضرت شیخ نے یکم ماہ محرم 657 ہجری اس دار فانی کو الوداع کہا۔ وصال کے بعد حضرت مولانا روم تشریف لائے سر برہنہ کر کے رونے لگے بلند آواز سے گریہ و زاری کرنے لگے اسی وقت نقارے اور بگل بجانے والے بلائے گئے، شور و غوغا سے شہر میں قیامت کا منظر نظر آنے لگا قوالوں کی آٹھ جوڑیاں جنازہ کے آگے آگے سماع کرتی جاتیں۔ حضرت شیخ کے جنازہ کو حضرت مولانا کے خدام اٹھا کر چل رہے تھے، حضرت مولانا خود سماع کرتے اور چرخ لگاتے ہوئے اپنے والد ماجد کے مزار مبارک تک گئے اور اپنے والد ماجد کے پہلو میں دفن کیا۔ حضرت مولانا نے

حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب کے وصال پر چند مرثیے اور غزلیں بھی لکھیں۔ برکت کیلئے ایک شعر درج ہے۔

اے زھجران در فراقت آسمان بگریستہ
دل میان خون نشستہ عقل و جان بگریستہ

﴿تیری جدائی کے فراق میں آسمان رو پڑا، عقل اور روح کے ساتھ دل خون کے آنسو بہانے لگا﴾

شیخ صلاح الدین زرکوب کی خدمت اقدس میں دست بستہ سلام عرض کرنے کے بعد ہم سماع ہال میں داخل ہوئے۔ 1926 تک تو اس مقام پر محافل سماع منعقد ہوتی رہیں لیکن اب اس ہال کو حضرت مولانا روم کے تبرکات اور تصانیف کی نمائش کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ شیشے کی مختلف الماریوں میں تبرکات مقدسہ بڑی ترتیب سے محفوظ کیے گئے ہیں۔

تبرکات نبویہ

اس مقام پر محفوظ نادر تبرکات میں سب سے اہم اور نایاب تبرک مقدسہ نبی پاک ﷺ کی ریش کے موئے مبارک ہیں جو لکڑی کی ایک انتہائی خوبصورت صندوقچی میں شیشے کی ایک الماری میں موجود ہیں اس مقام پر زائرین کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ زائرین یہاں کھڑے ہو کر موئے مبارک کے وسیلہ سے دعا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہم بھی اس مقام پر ادب سے حاضر ہوئے اور زیارت کا شرف حاصل کیا۔

تبرکات حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ

شیشے کی ایک الماری میں حضرت مولانا روم کے تبرکات محفوظ ہیں جن میں حضرت مولانا روم کا لباس مبارک، حضرت مولانا کی جائے نماز، کندھے پر ڈالنے والا رومال، مولانا کی تین ٹوپیاں اور دو عدد جبے سرفہرست ہیں۔

اسی طرح دوسری الماریوں میں حضرت شمس تبریزی کی ٹوپی مبارک، مولانا روم کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد کا لباس مبارک اور شیخ عارف چلپی کی دو عدد تسبیحات بھی محفوظ ہیں۔

ایک الماری میں عثمانیہ دور کے آلات موسیقی بانسری اور رُباب وغیرہ محفوظ ہیں۔ اسی طرح حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کی چابی، آپ کی خیالی تصویر عثمانی دور کی ایک گھڑی، مثنوی شریف کے قلمی نسخہ جات اور دوسری اہم قلمی کتب کے علاوہ بے شمار نادر و نایاب چیزیں قابل دید ہیں۔ ان تمام اشیاء کی زیارت کرنے کے بعد ایک دروازہ سے نکل کر صحن رومی میں آ گئے۔

حضرت مولانا رومی کی اولاد اور سلسلۂ سجادگی

حضرت مولانا جلال الدین رومی کی اولاد کا سلسلہ اب تک موجود ہے بلکہ اس اعتبار سے حضرت مولانا روم کے خاندان کا شمار دنیا کے قدیم ترین گھرانوں میں ہوتا ہے حضرت مولانا کی وفات کے بعد ان کے اہلِ خاندان نے اپنا تمام شجرہ نسب محفوظ رکھا، جو اب آٹھ صدیوں پر محیط ہے اسی طرح حضرت مولانا روم کی اولاد میں سلسلہ سجادگی بھی اب تک جاری ہے 750 سالہ تاریخ میں 33 افراد ایسے ہیں جو اس منصب پر فائز ہوئے۔ ہر سجادہ نشین کو ''**چلپی**'' کے اہم خطاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ چلپی کا مطلب شریف، مہذب اور خوش خلق ہوتا ہے۔ حضرت مولانا روم کے وصال کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے محبوب خلیفہ حضرت حسام الدین چلپی پہلے سجادہ نشین منتخب ہوئے۔ اُن کے وصال کے بعد حضرت مولانا روم کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد دوسرے سجادہ نشین بنے اور پھر آج تک یہ طریقہ کار ہے کہ اس منصب کیلئے حضرت مولانا کے خاندان کے کسی مرد کو اس **مقام چلپی یا پوست نشین** کے لیے منتخب کیا جاتا ہے اور ان چلپی سجادہ نشینان میں سے اکثر کی قبور مبارکہ بھی حضرت مولانا روم کے چبوترہ پر واقع ہیں۔ اس وقت تک 32 سجادہ نشین گزر چکے ہیں، جن کی تفصیل آپ پڑھ سکتے ہیں۔

اَللّٰهُ مُفَتِّحُ الْاَبْوَابُ

LIST OF POST NASHEEN'S OF HAZRAT-E-MEVLANA RA

No.	Name	Date
1	CELEBI HUSAMMUD DIN	
2	SULTAN-VELED CELEBI	1226-1312
3	ARIF(1)CELEBI	1272-1320
4	ABID(1)CELEBI	-1338
5	VACID CELEBI	
6	ALIM CELEBI	
7	ADIL CELEBI	-1368
8	EMIR ALIM CELEBI	-1395
9	ARIF(II) CELEBI	-1422
10	CEMALEDDIN(I)CELEBI	-1461
11	HUSREV CELEBI	-1562
12	FERRUH CELEBI	-1592
13	BOSTAN(I)CELEBI	-1603
14	EBU BEKIR(I) CELEBI	-1638
15	ARIF (III) CELEBI	-1640
16	PIR-HUSEYIN CELEBI	-1661
17	ABDUL HALIM(I) CELEBI	-1679
18	BOSTAN(II) CELEBI	-1705
19	SADREDDIN CELEBI	-1712
20	ARIF(IV) CELEBI	-1746
21	EBU BEKIR(II) CELEBI	-1785
22	HACI-MEHMET CELEBI	-1815
23	SAIT HEMDEM CELEBI	-1859
24	SADREDDIN CELEBI	-1882
25	FAHREDDIN CELEBI	-1882
26	SAFFET CELEBI	-1888
27	ABDUL VAHID CELEBI	-1907
28	ABDUL HALIM(II) CELEBI	-1925
29	BAHADDIN VELED IZBUDAK	-1953
30	AMIL CELEBI	
31	BAKIR CELEBI	-1944
32	CELALEDDIN CELEBI	1926-1996
33	FARUK HEMDEM CELEBI	1950--

فہرست سجادگان
حضرت مولانا
جلال الدین رومیؒ

اس وقت 33 ویں
سجادہ نشین حضرت فاروق
ہمدم چلبی ہیں جن سے
بروز ہفتہ مورخہ 17 جولائی
2004ء استنبول میں
ملاقات کا شرف حاصل ہوا

حضرت مولانا روم کے موجودہ سجادہ نشین "مقام چلپی"

حضرت فاروق ہمدم چلپی موجودہ **مقام چلپی** یا پوسٹ نشین کے منصب پر فائز ہیں۔ آپ حضرت مولانا روم کی 22 ویں پشت سے 33 ویں چلپی ہیں۔ اسوقت آپ اپنی فیملی کے ہمراہ استنبول میں مقیم ہیں اور اپنے والدِ ماجد ڈاکٹر جلال الدین بکر چلپی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حضرت مولانا روم کی تعلیمات اور اُن کے افکار کو پھیلانے میں ہمہ وقت مصروف نظر آتے ہیں۔ قارئین اس لحاظ سے ہم انتہائی خوش قسمت ہیں کہ ہمیں بھی حضرت مولانا روم کے خاندان کے ایک اہم فرد سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اپنے قیام استنبول کے دوران اُن سے ملاقات کا وقت طلب کیا اور جب انہیں یہ پتہ چلا کہ ہم پاکستان سے حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کی زیارت کیلئے آئے ہیں تو آپ نے اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود ہمیں ملاقات کا شرف عطا فرمایا۔ آپ انتہائی خوبصورت، خلیق اور ملنسار شخصیت ہیں۔ ہماری ملاقات مورخہ 17 جولائی 2004ء بروز ہفتہ شام 5 بجے ایک خوبصورت مسجد کے زیرِ سایہ واقع ان کے دفتر میں ہوئی۔ آپ بڑی محبت اور پیار سے ہمیں ملے، چائے وغیرہ سے ہماری تواضع کی، اس بندۂ ناچیز نے اپنی تصانیف میں سے زیاراتِ مقدسہ، شہرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تصویری البم)، سرکارِ غوثِ اعظم اور چند دوسرے تحائف آپ کی خدمت میں پیش کیے جو آپ نے شکریہ کے ساتھ قبول فرمائے اور دیر تک اُن کو دیکھتے رہے۔ اسی دوران اس بندہ نے جرأت کرتے ہوئے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت! ہم پاکستان سے حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کیلئے نہایت ذوق وشوق اور محبت سے اپنی بچیوں سے چادریں بنوا کر لائے ہیں ایک تو وہ چادریں حضرت مولانا روم کے مزارِ مبارک پر پیش کرنا چاہتے ہیں اور دوسرے بارگاہِ پیرِ رومی میں ایک مختصر سی محفل نعت منعقد کرنا چاہتے ہیں اور یہ بندۂ ناچیز مثنوی خوانی کی سعادت بھی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ آپ حضرت مولانا روم کی اولاد ہیں آپ دعا اور ہماری سفارش بھی کریں اور ظاہری طور پر کوئی انتظام بھی کروا دیں تا کہ ہماری یہ خواہش پوری ہو جائے کیونکہ میوزیم بن جانے کے بعد اگرچہ اب یہ باتیں ناممکن سی ہوگئی ہیں لیکن پھر بھی میں یہ بات

بخدا اپورے وثوق سے لکھ رہا ہوں کہ آج بھی حضرت مولانا روم کو جس طرح منظور ہو ویسے ہی ہوتا ہے کیونکہ دراصل حکومت اور بادشاہی تو آج بھی انہی کی ہے۔ حضرت مولانا روم کا تصرف دیکھئے کہ حضرت فاروق ہمدم چلپی صاحب نے کمال محبت فرماتے ہوئے ہمیں بتائے بغیر فوری طور پر قونیہ شریف کے **سلسلہ مولویہ** کے شیخ محترم ﴿**نادر کرنی بیوک**﴾ سے موبائل پر رابطہ کیا اور اُنہیں ہمارے بارے میں تفصیل سے بتایا اور کہا کہ میوزیم کے ڈائریکٹر سے مل کران کی جتنی بھی مدد ہو سکے ضرور کریں اور انکو رقصِ رومی کی محفل میں بھی ضرور شامل کروائیں اس کے بعد آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ آپ فکر نہ کریں، آپ چلے جائیں انشاءاللہ آپ کی خواہش پوری ہو جائے گی۔ ہم نے سر جھکا کر آپ کا شکریہ ادا کیا اُس کے بعد آپ نمازِ عصر کی ادائیگی کیلئے مسجد تشریف لے گئے ہم بھی آپ کے پیچھے چل پڑے۔ اس بندہ نے آپ سے درخواست کی کہ حضرت ہم آپ کے پیچھے نماز ادا کرنا چاہتے ہیں چنانچہ آپ نے جماعت کروائی۔ نماز کے بعد حضرت شمس تبریزی، حضرت مولانا روم اور حضرت سید بُرھان الدین محقق ترمذی کا بڑے پُر کیف انداز میں تذکرہ ہوتا رہا۔ دل تو یہ چاہتا تھا کہ آپ کے پاس بیٹھے آپکی میٹھی وروحانی گفتگو سنتے رہیں، لیکن وقت کافی ہو چکا تھا اور آپکی مصروفیت بھی ہمارے پیش نظر تھی اس لئے بادل نخواستہ آپ سے اجازت طلب کی آپ نے فرمایا کہ قونیہ شریف پہنچنے کے بعد آپ فوری طور پر شیخ نادر صاحب سے رابطہ کریں۔ قارئین یہاں میں آپ کو بتاتا چلوں کہ حضرت فاروق ھمدم چلپی دوسری زبانوں کے علاوہ عربی اور انگریزی زبان میں بھی گفتگو فرما سکتے ہیں۔ ایک ڈائری پر آپ کے آٹوگراف لئے۔ اجازت کے بعد آپ کے ساتھ تصاویر بنوائیں، اُس کے بعد دروازے تک خود ہمیں الوداع کہنے کیلئے آئے اور نہایت گرمجوشی سے گلے مل کر ہمیں الوداع کیا۔ ہماری زندگی کے یادگار دنوں میں سے یہ بھی ایک یادگار دن تھا اور اپنی قسمت پر فخر کر رہے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت فاروق ہمدم چلپی کو سدا خوش وخرم اور شادو آباد رکھے۔

تبرکاتِ حضرت مولانا روم کی زیارت کے بعد جب کمرہ سے باہر آئے تو سلسلہ مولویہ کے شیخ طریقت حضرت شیخ نادر صاحب سے حضرت فاروق ہمدم چلپی کے فرمان کے مطابق موبائل پر رابطہ

کیا آپ کو ہمارے آنے کی پہلے سے خبر تھی۔ ہم سے پوچھنے لگے کہ آپ لوگ کہاں ہیں؟ میں کل سے آپ کا منتظر ہوں، ہم نے جواب دیا کہ ہم حضرت مولانا روم کی خدمتِ اقدس میں پہلا سلام پیش کرنے کے بعد اب میوزیم کے اندر صحن رومی میں کھڑے ہیں، آپ نے فرمایا کہ آپ یہیں میرا انتظار کریں میں ابھی آپ کے پاس پہنچتا ہوں چنانچہ آپ تھوڑی دیر کے بعد تشریف لے آئے، بڑے پیار محبت سے ملے اور ہمیں ساتھ لے کر مولانا میوزیم کے **نائب مدیر** کے دفتر میں چلے گئے، نائب مدیر سے ہمارا تعارف کروایا وہ بھی بڑے تپاک سے ملے اور چائے سے ہماری تواضع کی، پھر اس ناچیز نے اپنے مترجم محترمی **محمد یونس ازدمیر** کی وساطت سے بڑے ادب سے اپنا مدعا پیش کیا، وہ ہمارا مقصد اور خواہش سن کر حیران رہ گئے اور فرمانے لگے کہ اسطرح تو ممکن نہیں، یہ میوزیم ہے، یہاں ایسی باتوں کی اجازت نہیں، بلکہ اندر مولانا کی مسجد میں اب نماز بھی پڑھنے کی اجازت نہیں۔ آپ کی چادریں تو ہم لے نہیں سکتے لیکن محفل کے لئے یہ ہے کہ آپ مخصوص اوقات میں دھیمی آواز سے محفل منعقد کر سکتے ہیں اور ایک طرف بیٹھ کر مثنوی خوانی بھی کر سکتے ہیں۔ جواب سن کر میں بھی حیران ہو گیا اور اپنے مترجم کے واسطے سے دوبارہ مؤدبانہ عرض کیا کہ ہم تو چادریں بنوا کر لے آئے ہیں، آپ رکھ لیں لیکن محفلِ نعت منعقد کرنے کی تو اجازت دے دیں۔ قارئین! کامل بزرگوں کا یہ تصرف دیکھیں کہ جو شخص صرف چند منٹ پہلے ہماری درخواست نامنظور کر رہا تھا فوری ہماری درخواست کو منظور کرتے ہوئے کہنے لگا کہ آپ کیلئے ایسا کر سکتا ہوں کہ کل صبح میوزیم کے کھلنے سے پہلے آپ آجائیں اور جو **ھدایا** آپ بارگاہِ رومی میں پیش کرنا چاہتے ہیں وہ بھی ساتھ لے آئیں میں خصوصی طور پر میوزیم کو ایک گھنٹہ پہلے کھلوانے کا انتظام کرتا ہوں۔ آپ 8 بجے میوزیم کے دروازے پر پہنچ جائیں (میوزیم کھلنے کے اوقات صبح 9 بجے ہیں) اور اندر اکیلے بیٹھ کر محفل نعت سجالیں اور مثنوی خوانی بھی کر لیں۔ قارئین! اسکو آپ کیا کہیں گے؟ میرے نزدیک تو یہ صاحب مزار کا اپنا تصرف ہی ہوسکتا ہے۔ نائب مدیر کی یہ بات سن کر جتنی خوشی اور مسرت ہوئی اُس کا اظہار کرنے کیلئے یقیناً میرے پاس مناسب الفاظ نہیں ہیں۔ دل ہی دل میں حضرت مولانا روم کا شکریہ ادا کیا دراصل یہ اجازت تو آپ ہی کی طرف سے تھی ورنہ ہم کہاں؟ نہ کوئی دنیاوی منصب اور نہ کوئی ایسی بات یہ تو صرف حضرت

مولانا روم کی اپنی نگاہ کرم تھی کہ ہماری بات بن گئی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ۔

میری بات بن گئی ہے تیری بات کرتے کرتے

یا حضرت مولانا

نائب مدیر کا بھی شکریہ ادا کیا اور اُنہوں نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں میں خود دروازے پر آ کر آپ کو اندر لے جاؤں گا۔ نائب مدیر صاحب سے اجازت لی اور شیخ نادر صاحب کی قیادت میں اپنے مترجم کے ہمراہ میوزیم کے ڈائریکٹر جناب ڈاکٹر اردگان ایرول (Dr Erdogan Erol) کے دفتر میں داخل ہو گئے۔ شیخ نادر صاحب نے ہمارا تعارف کروایا آپ بھی انتہائی محبت سے ملے اور فوراً چائے منگوالی۔ ابھی مترجم کے ذریعے ڈائریکٹر صاحب سے بات ہو رہی تھی کہ شیخ نارد صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ ڈائریکٹر صاحب بہت اچھی فارسی جانتے ہیں۔ آپ نے پی ایچ ڈی فارسی زبان میں کی ہے۔ آپ ان سے فارسی زبان میں بات کریں چنانچہ بغیر مترجم کے اُن سے فارسی زبان میں گفتگو کا آغاز ہوا۔ ڈائریکٹر صاحب سے بڑی طویل اور مفید گفتگو ہوئی اور مختلف موضوعات زیر بحث آئے۔ بندہ نے ان کو اپنی ایک تصنیف زیارات مقدسہ جو رنگین تصاویر سے مزین ہے اور چند دوسرے تحائف پیش کئے، جو انہوں نے شکریہ کے ساتھ قبول فرمائے۔ بندہ نے اُن سے درخواست کی کہ اگر ممکن ہو تو چبوترہ پر قبور مبارکہ کا نقشہ اور تفصیل مطلوب ہے۔ آپ نے وعدہ فرمایا کہ میں انشاء اللہ کاپی کروادوں گا آپ کسی وقت آ کر میرے دفتر سے لے لیں۔ مدیر صاحب سے اجازت لی اور باہر آ کر صحنِ رومی سے حضرت مولانا روم کی خدمت میں سلام پیش کیا۔ میوزیم سے باہر آئے اور شیخ نادر صاحب کی معیت میں قریبی قبرستان میں فاتحہ خوانی کیلئے حاضر ہوئے۔

حضرت مولانا روم کے مزارِ مبارک کے قریب ہی ایک وسیع و عریض قبرستان میں **سلسلہ مولویہ** کے کئی بزرگوں کی قبورِ مبارکہ ہیں اور اب بھی لوگوں کو خواہش ہوتی ہے کہ وہ جہاں کہیں فوت ہوں اُن کو حضرت مولانا روم کے قریب دفن کیا جائے۔ 32ویں چلپی ڈاکٹر جلال الدین بکر چلپی کا 13 اپریل 1996 کو استنبول میں وصال ہوا، لیکن اُن کے جسدِ خاکی کو قونیہ شریف

لا کر حضرت مولانا روم کے قریب اسی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔آپ کے مزار مبارک پر بھی فاتحہ پڑھی اور قبرستان سے باہر آ کر اُس علاقے کی زیارت کی جہاں کسی زمانے میں حضرت شیخ صلاح الدین زرکوب کی دُکان ہوا کرتی تھی۔اُس کے بعد شیخ نادر صاحب فرمانے لگے کہ چونکہ آپ حضرت مولانا روم کے مہمان ہیں میں آپ کو اپنی گاڑی میں قونیہ شریف کی دوسری اہم زیارات بھی کروا دیتا ہوں چنانچہ ہم ان کے ساتھ گاڑی میں سوار ہو کر قونیہ شریف کی دوسری زیارات کیلئے چل پڑے۔

زیارت شیخ صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ

سب سے پہلے حضرت شیخ صدر الدین قونوی کے مزار پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا۔آپ کے مزارِ مبارک کے بارے میں یہ بات مشہور ہے کہ آپ کی قبرِ انور پر چھت نہیں ڈالی جا سکتی۔اس وقت بھی گنبد کی جگہ لکڑی کا جال نصب ہے۔حضرت مولانا روم شیخ صدر الدین قونوی کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔آپ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ کے مریدِ خاص اور اُن کی تصانیف کے مفسر و شارح بھی تھے اپنے علمی مقام کی وجہ سے بلادِ روم و شام میں آپ مرجع خاص و عام تھے۔شیخ صدر الدین قونوی وہ شخصیت ہیں کہ جب حضرت حسام الدین چلپی نے حضرت مولانا روم سے پوچھا کہ آپ کی نمازِ جنازہ کون پڑھائے گا؟ تو حضرت مولانا روم نے ارشاد فرمایا کہ

خدمتِ شیخ صدرالدین اولیست چه تمامتِ اکابرِ علماء
و قضاۃ را طمعی بود که نماز کنند

﴿اگرچہ تمام اکابر علماء و قضات کی خواہش ہوگی کہ میری نماز جنازہ پڑھائیں لیکن میرے نزدیک اولیت شیخ صدر الدین قونوی ہی کو حاصل ہے۔﴾

حضرت شیخ صدر الدین قونوی کی خدمت میں سلام پیش کرنے کے بعد حضرت مولانا روم کے لانگری **آتش بازولی** رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے گئے۔آپ کی قبر مبارک ایک تہہ خانہ میں ہے اُوپر خوبصورت گنبد بنا ہوا ہے۔سلام پیش کیا اور فاتحہ کے بعد اُس مقام پر حاضری دی جہاں حضرت مولانا روم کبھی کبھار جا کر نماز ادا کیا کرتے تھے۔اُس علاقے کو **میوم** کہتے ہیں۔اس کے

بعد ایک قبرستان میں سلسلہ مولویہ کے شیخ حضرت سلیمان حیاتی اور شیخ نادر صاحب کے والد ماجد کی قبر پر فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا۔ اُس کے بعد **طاؤس بابا** اور دُوسری زیارات پر حاضری کے بعد واپس ہوٹل پہنچ گئے ۔ سب احباب نے مل کر کھانا کھایا۔ اُس کے بعد بندہ نے شیخ نادر صاحب کی خدمت میں اپنی تصنیف زیارات مقدسہ، اور دوسرے تحائف پیش کئے۔ شیخ نادر صاحب نے فرمایا کہ کل بعد از نماز عصر حضرت مولانا روم کے باغ میں رقص رومی کی تقریب منعقد ہو رہی ہے میں کوشش کروں گا کہ آپ اُس میں شامل ہوسکیں۔ ہم نے شکریے کے ساتھ اُن کو رُخصت کیا اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد حضرت شمس تبریزی کی خدمت میں حاضری کے لئے روانہ ہو گئے۔

سُلطان الفقراء حضرت مولانا شمس الحق والدین التبریزی رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا جلال الدین رومی کی زندگی مبارک کا دُوسرا اہم دور حضرت شمس تبریزی کی ملاقات سے شروع ہوتا ہے جو مولانا روم کی زندگی کا سب سے اہم واقعہ ہے، ایک روایت جو زیادہ مشہور ہے اس کے مطابق حضرت مولانا روم حوض کے کنارے درس و تدریس میں مصروف تھے۔ سامنے کئی قدیم قلمی کتب رکھی ہوئی تھیں۔ اچانک شمس تبریزی اُس طرف آنکلے اور مولانا روم سے پوچھا کہ **این چسیت؟** یہ کیا ہے؟ حضرت مولانا روم نے جواب دیا **این قال است که شما نمی دانی** کہ یہ قیل و قال ہے، تم کو اس سے کیا غرض؟ حضرت شمس نے کتابیں اُٹھا کر حوض میں پھینک دیں اب مولانا پریشان ہوئے اور کہا کہ اے فقیر تم نے یہ کیا کر دیا؟ یہ تو ایسا ذخیرہ تھا جواب کسی طور نہیں مل سکتا۔ حضرت مولانا روم کی یہ گریہ و زاری دیکھ کر حضرت شمس نے حوض میں ہاتھ ڈالا اور ایک ایک کر کے ساری کتابیں پانی سے باہر نکال دیں جب حضرت مولانا روم نے دیکھا کہ یہ کتابیں تو بالکل خشک ہیں اور ان میں پانی کیا، نمی تک کا بھی کہیں نام و نشان نہیں، تو مولانا پر سخت حیرت طاری ہو گئی۔ آپ نے حضرت شمس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا **این حال است که شما نمی دانی** یہ عالمِ حال ہے تم کو اس سے کیا غرض؟ مولانا روم نے پوچھا کہ مجھے یہ حال کیسے حاصل ہوگا؟ اُس درویش نے کہا کہ اسے حاصل کرنے کے لیے کسی صاحب حال کا دامن پکڑنا پڑے

گا مولانا روم کی تو دنیا بدل چکی تھی۔ حضرت شمس کے قدموں میں گر پڑے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اُس درویش کے ہو کر رہ گئے کہ جس کی ایک نگاہ نے **مولوی رومی** کو **حضرت مولانا روم** کے مقام پر فائز کر دیا، چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں۔

مولوی ہرگز نشد مولائے روم
تا غلامِ شمسِ تبریزی نشد

ایک دن حضرت مولانا روم نے ارشاد فرمایا کہ علمائے ظاہر اخبارِ رسول ﷺ سے واقف ہیں لیکن حضرت مولانا شمس الدین تبریزی اسرارِ رسول ﷺ سے واقف ہیں اور میں انوارِ محمد مصطفیٰ ﷺ کا مظہر ہوں۔

شمسِ تبریزی توئی واقفِ اسرارِ رسولؐ
نامِ شیرین تو ہر دلِ شدہ را درمان باد

﴿ آپ شمس تبریزی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے رازوں کے محرم ہیں۔
آپ کا میٹھا نام بیمار دلوں کیلئے شفاء ہے۔ ﴾

حضرت مولانا روم روایت کرتے ہیں کہ ہمارے شیخ مولانا شمس الدین تبریزی کو تسخیر جن و انس اور اسرار اسمائے قدسی میں کمال حاصل تھا، علمِ کیمیا میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا، دعوت کواکب، ریاضی، الہیات، حکمت، نجوم اور منطق وغیرہ میں بے مثل شخصیت تھے۔ 40 سال ان کاموں میں دن رات صرف کئے لیکن جب خاصانِ خدا کی صحبت نصیب ہوئی تو یہ سب چیزیں چھوڑ دیں اور تمام تعلقات سے مجرد ہو کر راہِ تجرید اور تفرید اختیار کر لی۔

روایت ہے کہ حضرت شیخ حسام الدین چلپی، حضرت مولانا شمس الدین تبریزی کی بڑی خدمت کیا کرتے تھے اور نہایت عاجزی سے پیش آیا کرتے تھے۔ ایک دن شمس الدین تبریزی نے فرمایا حسام الدین! ان باتوں سے کام نہیں چلتا۔ **والدین عند الدراھیم** (دین مال و زر کے قریب ہے) کچھ نقدی لاؤ اور بندگی کرو تب رسائی ہوگی اور راہِ خدا ملے گی وہ اسی وقت گھر گئے گھر میں جو کچھ بھی اثاثہ اور بیوی کا زیور تھا سب بیچ ڈالا۔ ایک باغ آپ کی ملکیت میں تھا وہ بھی فروخت کر

کے سب نقدی لا کر حضرت مولانا شمس الدین تبریزی کے قدموں میں ڈال دی۔ خود روتے تھے اور سجدۂ شکر بجالاتے تھے کہ ایسے بادشاہ نے مجھ سے کوئی تو فرمائش کی۔ مولانا شمس الدین فرمانے لگے اے حسام الدین! اب خدا کے فضل اور ہمتِ مردانِ خدا سے امید ہے کہ تو ایسے مقام پر پہنچے گا کہ اولیائے کرام کو بھی رشک ہوگا۔ مردانِ خدا کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ تو دونوں جہانوں سے پاک ہوتے ہیں لیکن اولیائے اللہ کے قدموں میں پہلا امتحان دنیا کی محبت کو ترک کرنا ہے، دوسرا امتحان **ترک ما سوی اللہ** ہے۔ کوئی مرید بغیر اطاعت وخدمت اور مال صرف کئے بغیر راہِ محبوب تک نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت مولانا شمس تبریز فرمایا کرتے تھے کہ سچا دوست وہ ہے جو خدا کی طرح پردہ دار ہو، اپنے دوستوں کی سختیاں، مکروہات اور ایذاء رسانیوں کو برداشت کرے۔ دوست کی کسی قسم کی غلطیوں اور نقصان سے ناراض نہ ہو، دیکھو! رب تعالیٰ اپنے بندوں کے طرح طرح کے گناہ اور عیب دیکھتا ہے مگر اپنی بے انداز شاہانہ رحمت وشفقت سے ان کو روزی اور رزق عطا کرتا ہے۔

حضرت سلطان ولد روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میرے والد نے مولانا شمس الدین تبریزی کی تعریف میں بہت مبالغہ کیا، ان کے مقامات، درجات اور بے شمار کرامات بیان کیں، میں خوشی کے مارے شمس الدین تبریزی کے حجرہ مبارکہ میں داخل ہوا اور جا کر ان کے قدموں میں سر رکھ دیا، آپ نے فرمایا بہاء الدین ولد یہ کیا ماجرا ہے؟ میں نے عرض کی کہ آج والد محترم نے آپ کی شان وعظمت میں بہت کچھ کہا ہے، جس پر شمس تبریزی فرمانے لگے **واللہ ثم واللہ** میں تمہارے والد کے دریائے عظمت کے ایک قطرہ کے برابر بھی نہیں ہوں، لیکن جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے اس سے ہزار حصے زیادہ ہوں۔ میں نے واپس آ کر یہ جملہ والد مکرم کو سنایا جس پر آپ نے فرمایا کہ انہوں نے اپنی تعریف خود بیان کر دی بلکہ وہ اس سے بھی سو حصہ زیادہ ہیں۔

ایک دن مولانا شمس الدین تبریزی نے حضرت مولانا جلال الدین رومی کے خدام کے سامنے علی الاعلان فرمایا کہ میں یہ بات اعلانیہ کہتا ہوں کہ مولانا روم کو اولیائے متقدمین پر اور اکثر متاخرین پر فضیلت حاصل ہے۔ خدا کی قسم، جناب رسالت مآب ﷺ کے بعد جس طرح حضرت

مولانا نے بیان کیا کسی اور کو نصیب نہ ہوا۔ فرمانے لگے کہ حضرت مولانا روم کا ایک پیسہ میرے نزدیک سو ہزار دینار سے بہتر ہے۔ خدا کی قسم، میں حضرت مولانا کی شناخت سے قاصر ہوں۔ اس میں نہ کوئی تکلف اور نہ کوئی جھوٹ ہے کہ میں حضرت مولانا روم کو پہچان نہ سکا۔ میں ہر روز ان کے حال اور افعال میں نئی چیزیں دیکھتا ہوں۔ اے دوستو! حضرت مولانا کی شناخت اچھی طرح کرو، وقت ہاتھ سے نکل گیا تو تمہیں افسوس ہوگا، ان کے ظاہری کلام کی خوبی پر ہی فریفتہ نہ رہو بلکہ اس کے علاوہ بھی ایک چیز ہے وہ ان سے حاصل کرو۔ تمام اولیاء اللہ کی ارواح کو یہ آرزو رہی ہے کہ وہ حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوتیں اور ان سے فیض حاصل کرتیں۔ اب وقت ضائع نہ کرو جو کوئی اخلاص میں زیادہ ہے وہی عالم حق میں زیادہ واصل ہے۔ میں مولانا کا دوست ہوں مجھے یقین کامل ہے کہ مولانا ولی اللہ ہیں۔ جو شخص خدا کے ولی کا دوست ہے وہ خدا کا بھی دوست ہے۔

حضرت سلطان ولد روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میرے والد نے حضرت شمس تبریزی کی تعریف میں فرمایا کہ مولانا کی عظمت شان بیان سے باہر ہے، آپ عالی مرتبت، صاحب کرامات، قربت حق میں اکمل اور کشف القلوب میں کامل ہیں۔ حضرت مولانا روم نے اس قدر مدح بیان کی کہ سب حیران ہو گئے اور پھر یہ شعر پڑھا۔

شمس تبریزی کہ گامش بر سرِ ارواح بود
پا منہ تو سر بنہ بھر جائے گاہ دامِ اُو

﴿شمس تبریزی وہ ہیں کہ جن کے قدم روحوں کے سر پر ہیں،
جس جگہ ان کا قدم لگے تو وہاں پاؤں نہیں، سر رکھا کرو﴾

حضرت مولانا جلال الدین رومی کو حضرت شمس الدین تبریزی سے اس قدر الفت و محبت تھی کہ جس زمانے میں وہ شہر قونیہ چھوڑ کر چلے گئے تھے اگر کوئی جھوٹ بھی حضرت مولانا روم سے آ کر کہہ دیتا کہ میں نے حضرت شمس تبریز کو فلاں جگہ دیکھا ہے تو آپ فوراً اپنی عبا اور دستار اس خبر دینے والے کو دے دیتے، اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے اور لوگوں میں شکرانہ بانٹتے اور خوش ہوتے۔ ایک ن

کسی شخص نے اطلاع دی کہ میں نے مولانا شمس الدین تبریزی کو دمشق میں دیکھا ہے۔ آپ نے فوراً اپنی عبا، دستار، جوتیاں، موزے غرضیکہ جو بھی لباس پہنا تھا وہ اس شخص کو دے دیا جب وہ شخص چلا گیا تو کسی صاحب نے حضرت مولانا روم سے عرض کی کہ یا حضرت یہ شخص جھوٹ کہہ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا جھوٹی خبر کے عوض ہی تو میں نے اپنی سب چیزیں اس کو دیں اگر وہ سچی خبر لاتا تو میں جان بھی نذر کر دیتا اور اس پر فدا ہو جاتا۔

ایک روز حضرت مولانا شمس تبریزی نے فرمایا کہ ایک درویش کو 12 سال کے بعد رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پہلے تو مجھے ہر جمعہ کو زیارت نصیب ہوا کرتی تھی اب بارہ برس تک میں اس شرف سے محروم رہا۔ جس پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تعزیت میں مشغول تھا۔ عرض کیا تعزیت کس کی تھی؟ فرمایا اس بارہ سال کے اندر صرف سات آدمیوں کا منہ قبلہ کی جانب تھا اور وہی میرے پاس آئے باقی سب کے منہ قبلہ سے پھرے ہوئے تھے۔

حضرت سلطان ولد فرماتے ہیں کہ ایک دن میرے والد سے مولانا شمس الدین تبریزی فرمانے لگے کہ میں تبریز میں شیخ ابوبکر کا مرید تھا۔ سب ولایتیں ان سے حاصل کیں لیکن مجھ میں ایک ایسی چیز تھی کہ نہ وہ میرے شیخ نے دیکھی اور نہ کسی اور کو نظر آئی البتہ وہ چیز مولانا روم نے دیکھ لی ہے۔

حضرت سلطان ولد سے منقول ہے کہ میرے والد محترم جوانی میں نہایت عابد و زاہد اور پرہیزگار تھے لیکن سماع میں کبھی شرکت نہیں کرتے تھے۔ میری بڑی نانی نے میرے والد کو سماع کا شوق دلایا اس طرح میرے والد ابتداء میں سماع کے اندر صرف الفاظ کو جنبش دیتے تھے۔ لیکن حضرت مولانا شمس الدین تبریزی نے چرخ لگانا (رقص کرنا، گھومنا) بھی سکھایا۔

حضرت مولانا شمس الدین تبریزی ایک رات حضرت مولانا جلال الدین رومی کے پاس تشریف فرما تھے۔ کسی شخص نے باہر سے حضرت شمس تبریز کو اشارہ کر کے بلوایا۔ شمس الدین فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور مولانا روم سے کہا کہ مجھے باہر قتل کرنے کیلئے بلاتے ہیں، حضرت مولانا نے توقف کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم غالب ہے بہتر ہے کہ آپ چلے جائیں کہتے ہیں کہ سات حاسدوں نے

مولانا شمس الدین تبریزی کے قتل پر اتفاق کیا تھا اور اس وقت باہر گھات لگائے بیٹھے تھے جونہی شمس الدین تبریزی باہر نکلے انہوں نے چھری سے وار کیا، مولانا نے ایسا نعرہ مارا کہ وہ ساتوں قاتل بے ہوش ہوکر گر گئے، جب ان کو ہوش آیا تو تھوڑا سا خون زمین پر پڑا تھا مگر جسم مبارک موجود نہ تھا۔ اس دن کے بعد سے پھر حضرت مولانا شمس الدین تبریزی کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔ یہ خبر جب حضرت مولانا روم کو ملی تو آپ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ﴾ اللہ تبارک وتعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے ﴿ حضرت مولانا روم نے فرمایا کہ ہم تو اس معاملہ میں بالکل مجبور ہیں، وہ تو پہلے ہی اللہ تعالیٰ سے قول وقرار کر چکے تھے اور اپنے سر کو شکرانہ کے طور پر میری صحبت پر تصدق کر دیا تھا۔ لامحالہ تقدیر الٰہی نزول کیلئے منصوبہ بندی کرتی ہے اور جو کچھ لکھا ہوتا ہے ہو کر رہتا ہے۔ آپ کی شہادت کے بعد بہت شور وغوغا ہوا، مولانا روم اور آپ کے اصحاب بہت روئے، سماع شروع ہوا اور آپ پر وجد طاری ہونے لگا، جو نالائق وناعاقبت اندیش اس جرم میں شریک تھے تھوڑے ہی عرصہ میں بعض تو قتل ہو گئے بعض افلاس کا شکار ہوئے ان میں سے دو آدمی چھت سے گر کر ہلاک ہوئے اور باقیوں کا باطن مسخ ہو گیا۔ حضرت مولانا روم کے بڑے صاحبزادے علاؤ الدین جو ایک روایت کے مطابق اس قتل میں شریک تھے انہیں بھی تپ محرقہ ہو گیا اور ساتھ ہی کچھ ایسا مرض بھی لاحق ہوا کہ اسی زمانہ میں وہ بھی انتقال کر گئے ان کے انتقال پر حضرت مولانا روم باغ کو روانہ ہو گئے اور بیٹے کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوئے۔

منقول ہے کہ حضرت مولانا شمس الدین تبریزی کے چالیسویں (چہلم) کے بعد حضرت مولانا روم نے دُخانی رنگ کی دستار باندھنا شروع کی اور پھر کبھی سفید دستار نہیں باندھی۔

ایک دن حضرت مولانا روم نے حضرت مولانا شمس الدین تبریزی کے حجرے کی چوکھٹ پر سر رکھا اور سرخ روشنائی سے یہ عبارت لکھی **"مقامِ معشوق خضر علیہ السلام"**

سلطان العارفین حضرت عارف چلپی بن سلطان ولد اپنی والدہ ماجدہ فاطمہ خاتون سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دوسری روایت کے مطابق مولانا شمس الدین تبریزی کو کم بختوں نے شہید کر کے کسی نامعلوم مقام پر دفنا دیا تھا۔ ایک شب حضرت سلطان ولد نے خواب میں دیکھا کہ آپ نے

فرمایا کہ میں فلاں جگہ سو رہا ہوں۔ سلطان ولد چند آدمیوں کو لے کر رات کے وقت اس مقام پر گئے اور اس مقام سے آپ کے جسدِ اطہر کو نکال کر خوشبو وغیرہ لگا کر بانی مدرسہ امیر بدرالدین کے پہلو میں دفن کر دیا۔ یہ مقام حضرت مولانا روم کے مزار مبارک سے چند فرلانگ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ساتھ ہی مسجد شمسِ تبریزی ہے اور مسجد کے ایک کونے میں آپ کا مزار پُر جلال نظر آتا ہے۔ آپ کی خدمتِ اقدس میں دست بستہ سلام پیش کیا اسی اثناء میں مغرب کی اذان ہوئی۔ نمازِ مغرب باجماعت ادا کر کے امام صاحب سے ملاقات کی اور اُن سے درخواست کی کہ ہم پاکستان سے حضرت شمس تبریزی کے مزار مبارک کے لئے ایک چادر بنوا کر لائے ہیں اور وہ چادر اب پیش کرنا چاہتے ہیں پہلے تو امام صاحب نے فوری انکار کر دیا کہ ایسا ممکن نہیں کیونکہ مجھے اوپر سے اجازت لینے کی ضرورت ہے پھر جب میں نے امام صاحب کو بتایا کہ استنبول میں حضرت ابوایوب انصاری کے مزار مبارک پر بھی ہم نے چادر کا تحفہ پیش کیا ہے آپ ہمیں اجازت دے دیں۔ اب حضرت شمس تبریزی کا تصرف خاص دیکھیں کہ اگلے ہی لمحہ امام صاحب نے ہمیں آپ کے مزار مبارک پر چادر پیش کرنے کی اجازت دے دی، سو ہم نے امام صاحب کی معیت میں آپ کے مزار مبارک پر چادر پیش کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اُس کے بعد مختصر محفل منعقد کر کے دُعا کی، تصاویر بنائیں اور حضرت شمس تبریزی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ کو باادب الوداعی سلام پیش کیا اور امام صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مسجد سے رخصت ہوئے۔ قارئین کرام! جہاں حضرت مولانا روم کے مزار مبارک پر جمال ہی جمال نظر آتا ہے تو وہاں حضرت شمس تبریزی کے مزار مبارک پر جلال ہی جلال کا ظہور ہے۔ حضرت مولانا روم اور حضرت شمس تبریزی کے صحبتوں اور روحانی محافل کا ذکر کر رہے تھے کہ اسی اثناء میں عشاء کی نماز کا وقت ہو گیا۔ مسجد سلیمیہ میں نمازِ عشاء ادا کی، حسب معمول امام صاحب سے ملنے کے بعد ہوٹل آ گئے اور صبح حضرت مولانا روم کے مزار مبارک پر حاضری کا پروگرام طے کر کے سو گئے۔

بارگاہ پیر رومی میں خصوصی حاضری کا شرف

قارئین! جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ ہمیں خصوصی طور پر نائب مدیر نے حضرت مولانا رومی مزار مبارک پر حاضری کیلئے بلوایا تھا۔ سو بروز منگل 20 جولائی 2004 (2 جمادی الثانی 1425 ھجری) کی صبح ہم تیار ہو کر حضرت مولانا روم کے میوزیم کے باہر پہنچ گئے، وہیں سے سلام پیش کیا۔ 8 بج کر کچھ منٹ پر نائب مدیر صاحب تشریف لے آئے اور ہمیں خصوصی طور پر اپنے ساتھ اندر لے گئے، فوری طور پر ایک شخص کو بلوا کر مرکزی دروازہ کھلوایا اور ہمیں ساتھ لے کر اندر چلے گئے۔ تمام فانوسوں اور قمقموں کو روشن کیا جس سے مزار مبارک جگمگ جگمگ چمکنے لگا۔ ہم اپنی قسمت پہ ناز کر رہے تھے کہ ہم تو کسی قابل نہیں لیکن حضرت مولانا روم کس طرح ہماری میزبانی فرما رہے ہیں۔ حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کے لیے دو چادریں تھیں۔ جو ہم نے نائب مدیر کو پیش کیں کہ بے شک ان کو صرف چند منٹ کے لیے حضرت مولانا روم کے مزار پر پیش کر کے اُتار لیں۔ اسوقت کی کیفیات بیان سے باہر ہیں۔ حضرت مولانا روم کا مزارِ مبارک، ہم اور نائب مدیر، دو چادریں حضرت مولانا روم کی خدمت میں پیش کیں۔ ایک چادر شیخ صلاح الدین زرکوب کے مزارِ مبارک پر پیش کی، ایک چادر حضرت مولانا روم کے محبوب خلیفہ وسجادہ نشین اول شیخ حسام الدین چلپی کی خدمت میں پیش کی اور ایک چادر حضرت مولانا روم کے محبوب پوتے (تیسرے سجادہ نشین) شیخ اولو عارف چلپی کی خدمت میں پیش کی۔ جن کے بارے میں صاحب مناقب العارفین نے لکھا ہے کہ جس وقت آپ کا انتقال ہوا اور جب آپ کو تابوت میں رکھا گیا تو تابوت چھوٹا ہونے کی وجہ سے آپ کے دونوں پاؤں مبارک تابوت سے باہر تھے۔ حاضرین و شاہدین نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے کہ اچانک قدرتِ خداوندی سے آپ نے اپنے دونوں پاؤں مبارک اندر کی طرف کھینچ لئے اور یوں تابوت پورا ہو گیا۔ اس کے بعد نائب مدیر صاحب نے ہمیں کہا کہ اب میں بھی باہر جا رہا ہوں آپ محفل نعت و محفل مثنوی خوانی برپا کریں اور ٹھیک نو بجے جب میوزیم زائرین کیلئے کھل جائے گا تو اپنی محفل ختم کر دیں۔ سوائے شکریے کے الفاظ کے ہم اُن کو کیا کہہ سکتے تھے اور حضرت مولانا روم کی اس توجہ خاص پر ہم ان کیلئے

سراپا سپاس بھی تھے، اس کے بعد ہم نے محفل نعت شروع کی۔ ابتداء حضرت شیخ سعدی کی مشہور زمانہ نعتیہ رباعی **بلغ العلیٰ بکمالہ** سے کی۔ پھر قصیدہ بردہ شریف کے چند اشعار، حضرت شمس تبریزی کی نعت ''یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی'' حضور غوث پاک کی منقبت ''تیری ذات ہے بے شک لا ثانی یا غوث الاعظم جیلانی'' حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی کے حضرت مولانا روم کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت کے چند اشعار پیش کیے۔ پھر اُس کے بعد مثنوی خوانی کے لیے جو اشعار منتخب کیے تھے وہ بآوازِ بلند بارگاہِ رومی میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اور بعد ازاں کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھا اور سلام کے بعد چند اشعار حضرت مولانا روم کی خدمت میں بھی پیش کیے۔ تین اشعار درج ذیل ہیں۔

السلام اے حضرتِ والائے روم   السلام اے ہادی و مولائے روم

السلام اے واقفِ سرِ نہاں   السلام اے رازدانِ کُن فکاں

بشنو از لطُف و کرم فریاد من   کُن طفیلِ شہ شمس امداد من

پھر بیٹھ کر مسنون ختم شریف پڑھا، دُعا کی، اپنی حاضری اور دوست احباب کی اس مقام مقدس پر حاضری کیلئے درخواست کی اور جب گھڑی دیکھی تو نو بجنے میں 5 منٹ باقی تھے۔ اسی اثناء میں نائب مدیر صاحب تشریف لے آئے، تمام مزارات سے چادریں اُٹھالیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ ہماری بچیوں کے ہاتھوں سے بنی ہوئی چادریں ان مقامات مبارکہ پر 35 منٹ سے زائد وقت کیلئے پڑی رہیں۔ الحمدللہ اولہ وآخرہ۔ ٹھیک 5 منٹ بعد میوزیم کے تمام دروازے کھل گئے اور ایک ہجوم اندر داخل ہو گیا۔ ہم پیچھے ہٹ گئے تاکہ دُوسرے لوگوں کو حاضری کا موقع ملے۔ الحمدللہ ان تمام مناظر کو کیمرے کی آنکھ سے بھی محفوظ کرنے کی کوشش کی جو حصۂ تصاویر میں آپ دیکھ سکتے ہیں۔ تبرکات مبارکہ والے ہال میں داخل ہوئے، زیارت کی۔ پھر حضرت رومی کی خدمت میں سلام اور شکریہ پیش کرتے ہوئے باہر آ گئے۔ نائب مدیر صاحب کے دفتر میں جا کر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کا شکریہ ادا کیا اور باہر آ کر بقیہ مقامات کے زیارات کیلئے روانہ ہو گئے۔

سلجوقی بادشاہوں کی قبور

سب سے پہلے مسجد علاء الدین کی زیارت کی، اس مسجد کا قونیہ شریف کی قدیم مساجد میں شمار ہوتا ہے۔ اسکی اولین تعمیر سلطان علاء الدین کیقباد نے کروائی، یہ مسجد پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔ اس کے تھوڑے فاصلہ پر قلنچ ارسلان کی مسجد دیکھی جواب ویران اور متروک ہو چکی ہے۔ اس مسجد کے ساتھ ہی ایک قدیم عمارت میں 8 سلجوقی بادشاہوں کی قبور ہیں۔ جن کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ سلطان علاء الدین کیقباد اول
2۔ سلطان رکن الدین مسعود اول
3۔ سلطان غیاث الدین کیخسرو اول
4۔ سلطان غیاث الدین کیخسرو دوم
5۔ سلطان غیاث الدین کیخسرو سوم
6۔ سلطان رکن الدین چہارم
7۔ سلطان قلنچ ارسلان دوم
8۔ سلطان رکن الدین سلیمان دوم

ان سب بادشاہوں کے لیے دُعائے مغفرت کی، واپس آکر کمرہ میں ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کیں اور ہوٹل کے لاؤنج میں شیخ نادر صاحب کا انتظار کرنے لگے کیونکہ اُن کے ساتھ آج محفل رقصِ رومی میں شرکت کے لئے جانا ہے۔

مولانا روم کے باغ میں محفل رقص رومی

شیخ نادر صاحب ٹھیک سات بجے تشریف لے آئے اور ہم اُن کے ساتھ باغ مذکورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ داخلے کے لیے ٹکٹ تھا لیکن ہم شیخ نادر صاحب کی وجہ سے بطور مہمان بغیر ٹکٹ کے اندر داخل ہو گئے، شیخ نادر صاحب خود سلسلہ مولویہ کے اہم شیخ ہیں، جس کی وجہ سے اُن کا حلقہ احباب بھی کافی وسیع ہے آپ نے مختلف شخصیات سے ہمارا تعارف کروایا ان میں رقصِ مولوی کرنے والے درویش اور آلاتِ موسیقی بجانے والے سازندے بھی شامل تھے، ان سے ملاقات کے بعد مخصوص جگہ پر جا بیٹھے، شام کا سہانا وقت، ٹھنڈی ٹھنڈی قونیہ شریف کی ہوا اور جن کی طرف یہ رقص منسوب ہے اُن کے باغ اور روضے کے سامنے بیٹھے سماع سننے اور دیکھنے کی سعادت حاصل کر رہے تھے۔ 40 منٹ تک یہ محفل حضرت مولانا روم کے قدموں میں بجی رہی۔ پھر ایک خوبصورت نوجوان

نے انتہائی خوبصورت اور شیریں آواز میں سورۃ بقرہ کی آخری دو آیات کی تلاوت کی، بعد میں سلسلہ مولویہ کے شیخ نے دُعا کروائی۔ محفل کے اختتام پر ان درویشوں اور شیخ صاحب سے بھی ملے ایک مولوی درویش نے ہمیں پوستین کی جائے نماز پیش کی اور کہا کہ یہ انتہائی بابرکت جائے نماز ہے اس پر بڑے بڑے مولوی شیوخ نے بیٹھ کر دُعائیں کروائی ہیں اور یہ آپ کے لیے ہدیہ ہے، جسے ہم نے حضرت مولانا روم کی طرف سے ہدیہ سمجھ کر قبول کیا، اُن کا شکریہ ادا کیا اور نمازِ مغرب کی ادائیگی کے لیے سلیمیہ مسجد چلے گئے۔ نمازِ عشاء حضرت شمس تبریزی کی مسجد میں ادا کی، رات کا کھانا باہر ایک ہوٹل میں کھایا اور دوسرے دن کا پروگرام طے کیا، کہ کل کرامان شہر میں حضرت مولانا روم کی والدہ ماجدہ حضرت مؤمنہ خاتون کے مزارِ مبارک پر حاضری کا شرف حاصل کریں گے۔

حضرت مولانا روم کی والدہ ماجدہ کا مزار مبارک

تاریخی شہر لارندہ جس کو اب کرامان کہا جاتا ہے، قونیہ شریف سے تقریبا 115 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، حضرت مولانا روم کی والدہ ماجدہ کے حضور سلام پیش کرنے کے لئے بروز بدھ مورخہ 21 جولائی 2004ء ناشتہ کے بعد سب سے پہلے حضرت مولانا روم کی خدمت میں سلام پیش کیا اور پھر ایک مقامی بس میں سوار ہو کر قونیہ شریف کے بس اڈے پر کرامان جانے کے لئے پہنچ گئے، قونیہ شریف کا یہ بس اسٹینڈ تمام جدید سہولیات سے آراستہ اور قابل دید ہے۔ بس اڈے کی بجائے ائرپورٹ کا گمان ہوتا ہے مختلف کمپنیوں کے دفاتر بھی اندر بنے ہوئے ہیں۔ 10 بجے والی بس کا ٹکٹ ملا اور بس مقررہ وقت پر کرامان کے لیے روانہ ہوگئی۔ پورے راستہ گاڑی میں تمام مسافروں کی چائے، پانی، کافی سے تواضع کی جاتی رہی۔ بس میں ایک فیملی سے ملاقات ہوئی جو ہالینڈ میں مقیم تھی اور چوتھی بار حضرت مولانا روم کے مزارِ مبارک کی زیارت کے لیے آئے تھے اور اب آپکی والدہ ماجدہ کے مزارِ مبارک کی زیارت کے لیے کرامان جا رہے تھے۔ اُس فیملی کے سربراہ نے مجھے بتایا کہ حضرت مولانا روم کا بہت اعلیٰ وارفع مقام ہے، ہم ایک مرتبہ مدینہ شریف حاضری دیتے ہیں اور ایک مرتبہ قونیہ شریف زیارات کے لیے آتے ہیں۔ مغرب کی رنگینیوں میں رہنے والی فیملی کی یہ باتیں سن کر ہم حیران رہ گئے کہ اللہ کے بندوں سے پیار و محبت کرنے والے کہاں کہاں پھیلے ہوئے ہیں۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی 1222ء میں اپنے خاندان کے ہمراہ کرامان تشریف لائے اور 7 سال یہاں قیام فرمایا۔اس وقت حضرت مولانا روم کی عمر مبارک 18 سال ہو چکی تھی، حضرت مولانا روم کی والدہ ماجدہ کا انتقال کرامان میں ہوااور آپ کو اسی تاریخی شہر میں سپردخاک کیا گیا۔

تقریباً پونے دو گھنٹے میں ہم کرامان کے بس اڈے پر پہنچ گئے، یہاں سے ایک منی بس پر سوار ہو کر مرکز شہر کی طرف روانہ ہوئے جو قریب ہی واقع تھا۔اُس شہر کی ایک قدیم و تاریخی مسجد کے اندر حضرت مولانا روم کی والدہ ماجدہ کا مزار مبارک ہے جو لکڑی کے ایک کٹہرے میں واقع ہے۔ آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کیا ختم شریف پڑھا اور دعا کے بعد ایک چادر آپ کے مزار مبارک پر پیش کی۔آپ کے مزار کے قریب کئی اور قبور بھی ہیں، جن میں سرفہرست حضرت مولانا روم کے برادر محترم کی قبر مبارک ہے۔ان سب پر فاتحہ خوانی کی۔اسی اثناء میں ظہر کی اذان ہوگئی۔ جماعت کے ساتھ نماز ادا کی حسب معمول امام صاحب سے ملے اور ایک بار پھر حضرت مولانا روم کی والدہ ماجدہ کی خدمت میں اس سفر کا الوداعی سلام کرنے کے بعد مسجد سے باہر آگئے۔ یہاں پر اور بھی کئی قدیم تاریخی مساجد موجود ہیں جن میں سب سے اہم مسجد یونس عمری ہے، جس کی زیارت کا شرف حاصل ہوا، ایک مقام پر دوپہر کا کھانا کھایا اور بس میں سوار ہو کر واپس قونیہ شریف کیلئے روانہ ہو گئے۔نماز مغرب مسجد شمس تبریزی میں ادا کی۔آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کیا ختم شریف پڑھنے اور دعا کے بعد باہر آ کر ایک ہوٹل میں رات کا کھانا کھایا اور نماز عشاء مسجد سلیمیہ میں ادا کرنے کے بعد صبح کا پروگرام طے کر کے کمرے میں آ کر سو گئے۔

مورخہ 22 جولائی بروز جمعرات نمازِ فجر کی ادائیگی اور ناشتہ کے بعد تیار ہو کر حضرت مولانا روم کو ہدیہ سلام پیش کرنے کے لیے میوزیم کے دروازے پر پہنچ گئے۔ٹھیک نو بجے میوزیم کے دروازے کھلے تو سامنے نائب مدیر میوزیم کھڑے تھے، جنہوں نے ہمیں فوری پہچان لیا اور بغیر ٹکٹ خریدے ہمیں اندر آنے کی دعوت دی، بارگاہِ حضرت پیر رومی میں حاضر ہوئے سلام پیش کیا، سامنے کمرہ تبرکات میں بیٹھ کر محفل ذکر و نعت و مثنوی خوانی منعقد کی۔ختم شریف کے بعد دُعا مانگی اور مولانا روم کی خدمت میں ایک بار پھر سلام پیش کیا۔آپ کے مزار مبارک کے سامنے ایک خوبصورت فریم

میں حضرت سلطان ولد کا شعر لکھا ہوا نظر آیا ۔

یک طواف مرقد سلطان مولانائے ما

هفت هزار و هفت صد هفتاد حج اکبر است

﴿یعنی حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کی ایک بار زیارت سات ہزار سات سو ستر حجِ اکبر کے برابر ہے ﴾

قارئین اس میں کوئی حیرانی والی بات بالکل نہیں ، اگر اپنے والدین کی زیارت کرنا مقبول حج کے برابر ہے جیسا کہ حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر اولاد اپنے ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ اُس شخص کو ہر نگاہ کے بدلے مقبول حج کا ثواب عطا فرماتا ہے بیت اللہ شریف کا حج تو سال میں ایک مرتبہ ہوتا ہے جب کہ والدین کی زیارت کرنے سے روزانہ کئی حجوں کا ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے ۔ یہ تو والدین کا ذکر ہے پھر کامل اولیاء اللہ کے کیا کہنے اور بالخصوص حضرت مولانا روم کے اعلیٰ مقام کا کیا کہنا ۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صرف ایک بار کعبہ کو اپنا گھر کہا اور مجھے ستر بار اپنا بندہ کہہ چکا ہے ۔ حضرت مولانا روم فرماتے ہیں کہ میں سات سال کی عمر میں روزانہ نماز فجر میں سورۃ الکوثر کی تلاوت کر کے خوب گریہ وزاری کرتا اچانک اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھ پر اپنی تجلی فرمائی جس سے میں بے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو ہاتف غیبی سے آواز سنی کہ

ای جلال الدین بحق جلال ما که بعد ازین مجاهده

مکش که ما ترا محل مشاهده کردیم

﴿یعنی ، اے جلال الدین ! ہمارے جلال کا واسطہ ، اب تو اس قسم کا مجاہدہ و ریاضت مت کر ،

ہم نے تجھے تو مقامِ مشاہدہ میں رکھا ہوا ہے ۔ ﴾

شعر مذکورہ پڑھنے کے بعد ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوئی ، میرا خیال تھا کہ یہ شعر حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی کا ہے لیکن یہاں پہنچ کر اور مذکورہ شعر لکھا دیکھ کر معلوم ہوا کہ یہ شعر حضرت مولانا روم کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد کا ہے ۔ جن کو حضرت مولانا روم نے یہ خطاب مستطاب عطا فرمایا تھا ۔

أَنْتَ أَشْبَهُ النَّاسِ بِىْ خَلْقًا وَ خُلُقًا

﴿یعنی خُلق و خِلقت میں تم تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے مشابہت رکھتے ہو﴾

حضرت علامہ اقبال کی علامتی قبر

سلام کے بعد صحن رومی میں آگئے اور حضرت مولانا روم کے باغ کی طرف چل پڑے، تا کہ حضرت مولانا روم کے مریدِ ہندی، شاعرِ مشرق، مفکر پاکستان، حضرت علامہ محمد اقبال لاہوری کی علامتی قبر کی زیارت کریں۔ یقیناً مریدِ ہندی کی روح پیرِ رومی کے قدموں میں ہوگی۔ لیکن ظاہری طور پر بھی حضرت مولانا روم کے باغ میں انکی ایک علامتی قبر بنا دی گئی ہے سرہانے کی طرف سنگ مرمر کی ایک تختی پر یہ عبارت کندہ ہوئی ہے۔

MAKAM VERILDI 1965

MUHAMMED IKBAL

1973-1938

مریدِ ہندی نے اسی لیے ارشاد فرمایا تھا۔

پیرِ رومی خاک را اکسیر کرد

از غبارم جلوہ ہا تعمیر کرد

حضرت علامہ اقبال کی علامتی قبر کی زیارت کے بعد میوزیم سے باہر آگئے کھانا کھایا پھر نمازِ ظہر اور نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد ہوٹل کی لابی میں حضرت شیخ نادر صاحب ملاقات کے لیے تشریف لائے، مختلف موضوعات پر بات چیت ہوتی رہی اور کافی دیر تک حضرت مولانا روم کا ذکرِ خیر ہوتا رہا شیخ صاحب نے اپنی چند تصاویر ہمیں عطا کیں اور دو پیکٹ مٹھائیوں کے ہمارے حوالے کیے کہ یہ حضرت مولانا روم کی طرف سے آپ کے لیے ہیں۔ آپ انہیں ساتھ پاکستان لے جائیں اور دوست احباب میں تقسیم کریں، ایک اجنبی جس سے نہ کوئی تعلق سابقہ نہ کوئی واسطہ، اُن کی اس عظیم میزبانی پر حیران تھا، بالآخران ساری باتوں کا نتیجہ یہی نکلا کہ یہ سب تصرف ہے حضرت مولانا جلال

الدین رومی رضی اللہ عنہ کا، شیخ نادر صاحب کا شکریہ ادا کیا، اور اُن سے دعا کروائی اور اُن کو الوداع کہنے کے بعد مغرب کی نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد حضرت شمس تبریزی چلے گئے۔ دعا اور اس سفر کا الوداعی سلام کرنے کے بعد باہر آگئے، ایک ہوٹل میں رات کا کھانا کھایا اور عشاء کی نماز **مسجد قاپو** میں ادا کی، نماز کے بعد امام صاحب سے ملے اور واپس ہوٹل آکر صبح کا پروگرام طے کر کے سو گئے۔

آج جمعۃ المبارک 23 جولائی 2004ء قونیہ شریف سے بعد از نماز جمعہ شہر قیصری کی طرف روانگی ہے، صبح سے ہی ایک عجیب کیفیت تھی۔ پانچ دن حضرت مولانا روم کے قُرب میں گزارے لیکن ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ ایک طویل عرصہ سے یہیں مقیم ہیں۔ کسی اجنبیت کا ذرا بھی احساس نہ تھا۔ نماز جمعہ کی تیاری کر کے میوزیم پہنچے۔ آج معمول سے زیادہ رش تھا۔ اندر حاضر ہوئے فاتحہ پڑھی اور اس بار کا الوداعی سلام پیش کر کے دُعا کی اور حضرت مولانا روم کی چوکھٹ کو بوسہ دیتے ہوئے باہر آگئے، نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے مسجد سلیمیہ کا رخ کیا، یہ مسجد حضرت مولانا روم کے میوزیم کے بالکل قریب ہے نہایت خوبصورت مسجد ہے اسکی تعمیر سلطان سلیم نے کروائی تھی۔ اس مسجد میں جمعہ والے دن انتہائی زیادہ رش ہوتا ہے۔ مسجد میں بیٹھے ہوئے یہ خیال آیا کہ ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ گزشتہ نماز جمعہ حضرت ابوایوب انصاری کے مزار مبارک کے قریب ادا کیا اور آج کا نماز جمعہ حضرت مولانا روم کے مزار مبارک کے قریب ادا کر رہے ہیں۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد ہوٹل آکر سامان اُٹھایا اور بس اڈہ کی طرف یہ دعا کرتے ہوئے روانہ ہو گئے کہ یا رب العالمین ایک بار پھر ایسے غیبی انتظامات فرما دینا کہ سہ بارہ حضرت مولانا روم کی خدمت میں حاضری ہو جائے بس اڈہ پہنچ کر ٹکٹ لئے، بس مقررہ وقت پر روانہ ہو گئی۔ قیصری ترکی کا قدیم تاریخی اور خوبصورت شہر ہے۔ یہاں پر حضرت مولانا جلال الدین رومی کے اُستاد و شیخ اوّل حضرت سید برھان الدین محقق ترمذی کا مزار مبارک واقع ہے۔ قیصری قونیہ شریف سے 320 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

سید برھان الدین محقق ترمذی رضی اللہ عنہ

حضرت سید برھان الدین محقق ترمذی کا شمار حضرت مولانا روم کے والد ماجد کے اہم مریدوں اور نامور علماء میں ہوتا ہے۔ حضرت مولانا روم کے والد ماجد نے جب وفات پائی تو اس وقت سید برھان الدین اپنے وطن ترمذ میں تھے۔ فوری قونیہ روانہ ہوئے حضرت مولانا روم نے اکثر ظاہری علوم انہی سے حاصل کئے تھے۔ اس ملاقات کے بعد سید صاحب نے مولانا کا امتحان لیا اور جب تمام علوم میں کامل پایا تو فرمایا کہ اب وقت آگیا ہے۔ کہ میں تمھارے والد محترم کی باطنی امانت تمھیں لوٹا دوں۔ اس کے بعد سید برھان الدین نے آپکو بیعت کیا اور تقریباً نو سال تک طریقت و سلوک کی تعلیم دیتے رہے۔ بعض کا خیال ہے کہ بلخ میں ہی آپ کے والد ماجد نے آپ کو سید صاحب کا مرید کروا دیا تھا۔ سید برھان الدین کی خصوصی توجہ نے حضرت مولانا روم کو درجہ کمال تک پہنچا دیا حضرت مولانا جب کسی علمی تقریب میں اسرار و رموز بیان فرماتے تو لوگ پتھر کی طرح ساکت ہو جاتے۔

روایت ہے کہ سیدنا برھان الدین محقق ترمذی حضرت مولانا جلال الدین رومی کے والدِ بزرگوار کے مرید ہونے کے بعد ویرانوں اور جنگلوں میں نکل جاتے اور عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے۔ ریاضت کی یہ کیفیت تھی کہ سر و پا برہنہ 12 سال تک متواتر پہاڑوں اور جنگلوں میں پھرتے رہے۔ ایک تھیلے میں ''جو'' رکھا کرتے دسویں دن ''جو'' کے تین دانے کھا لیتے۔ بھوک کو ضبط کرتے کرتے آپ کے سارے دانت گر گئے تھے۔ ایک روز غیب سے آواز آئی اب ریاضت نہ کرو اور اتنی زیادہ تکلیف نہ اٹھاؤ۔ سید صاحب نے عرض کیا کہ جب تک مشاہدۂ جمال نہ ہوگا اپنا مجاہدہ نہ چھوڑوں گا۔ حالت یہ ہو چکی تھی کہ جو کچھ بارگاہِ رب العالمین میں عرض کرتے وہ فوراً پوری ہو جاتی۔

حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی کے خاص الخواص مریدین سے روایت ہے کہ جب آپ کی ظاہری عمر ختم ہونے کو آئی اور انتقال کا وقت قریب ہوا تو آپ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ پانی گرم کر کے لاؤ پھر اس کو حجرہ میں رکھوا کر دروازہ بند کر دیا اور فرمایا شہر میں اطلاع کر دو کہ سید

غریب کا انتقال ہوگیا ہے، خادم کہتا ہے کہ میں نے دروازے سے جھانکا سب سے پہلے آپ نے وضو کیا اس کے بعد غسل فرمایا کپڑے بدلے اور ایک کونے میں لیٹ گئے اور با آوازِ بلند فرمایا'' آسمان اور اہلِ آسمان پاک ہیں، پاکوں کی روحیں حاضر ہیں، اے حاضرِ وقت! جو امانت مجھے ملی تھی وہ مجھ سے لے لے، انشاء اللہ تعالیٰ مجھے صابرین میں سے پاؤ گے''۔ یہ فرمایا اور اپنی جان جاناں کے سپرد کر دی۔ خادم رونے لگا، کپڑے پھاڑ ڈالے، وزیرِ وقت شمس الدین کو اطلاع ہوئی۔ سب چھوٹے بڑے روتے ہوئے حاضر ہوئے اور آپ کو اسی جگہ دفن کر دیا۔ دفن کے بعد بے شمار تعداد میں قرآنِ پاک پڑھوائے گئے، غرباء اور مساکین کو خیرات تقسیم کی گئی اور مزار پر گنبد بنوایا مگر چند روز بعد وہ گر گیا۔ پھر ایک محراب بنوائی گئی وہ بھی گر گئی۔ ایک شب وزیر شمس الدین کو خواب میں ارشاد ہوا کہ ہمارے مزار پر عمارت نہ بناؤ۔

چہلم کے بعد ان تمام واقعات کی اطلاع حضرت مولانا جلال الدین رومی کو دی گئی۔ مولانا روم اپنے خدام کے ہمراہ قیصری تشریف لائے۔ از سرِ نو عرس کا اہتمام کیا گیا، سید صاحب کا سامان اور کتابیں وزیر شمس الدین نے حضرت مولانا کی خدمت میں پیش کیں۔ مولانا نے چند چیزیں بطورِ تبرک وزیر شمس الدین کے حوالے کیں اور باقی تمام سامان قونیہ اپنے ہمراہ لے آئے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی کے پوتے اور تیسرے سجادہ نشین حضرت شیخ عارف چلپی بیان فرماتے ہیں کہ سید صاحب کی ریاضت وعبادت کی یہ حالت تھی کہ 10-10 دن یا 15 دن کے بعد روزہ افطار کرتے۔ جب نفس انتہائی مجبور کرتا تو آپ کسی دکان پر تشریف لے جاتے اور دکاندار جو پانی کتوں کے واسطے کسی برتن میں ڈال کر رکھا کرتے۔ اس پانی کو دیکھ کر اپنے نفس سے مخاطب ہوتے اور فرماتے کہ میری پہنچ تو صرف یہاں تک ہے اگر تیرا ارادہ ہے تو یہ پانی پی لے ورنہ دوبارہ مجھے تکلیف نہ دینا۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی کے صاحبزادے حضرت سلطان ولد فرماتے ہیں کہ سیدؔ صاحب ابتدائے جوانی میں میرے جد امجد حضرت مولانا بہاء الدین کی خدمت میں صرف 40 دن ہی ٹھہرے تھے اور انہی 40 دنوں میں آپ کو کشف وولایت وسلوک کی تمام منازل طے کروا دیں تھیں۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی، حضرت سید برھان الدین محقق ترمذی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ سید صاحب کا یہ مقام ہے کہ ایک مرتبہ آپ ہمارے حجرہ میں موجود تھے اور ایک رات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے 80 (اسی) مرتبہ سید صاحب پر تجلی فرمائی۔ اسی وجہ سے آج بھی سید صاحب کے مزارِ مبارک سے انوار وتجلیات کا ظہور ہورہا ہے۔ انہی عظیم شخصیت کی بارگاہ میں حاضری کے لئے ہم بھی روانہ ہوئے تھے۔ 4 بجے بس قونیہ شریف سے روانہ ہوئی اور ٹھیک رات 9 بجے قیصری شہر پہنچ گئی۔ ایک منی بس میں مرکز شہر جانے کے لئے سوار ہوئے اور ڈرائیور کو بتا دیا کہ ہمیں سید صاحب کے مزارِ مبارک کے قریب ہی اتار دے، آپ کا مزارِ مبارک ایک قبرستان کے اندر واقع ہے۔ رات کافی ہو چکی تھی اور خیال تھا کہ اب آپ کا مزار مبارک بند ہو چکا ہوگا لیکن ہماری قسمت کہ جب ہم قبرستان سے گزر کر آپ کے مزارِ مبارک تک پہنچے تو آپ کے خوبصورت اور پر کیف مزار مبارک کو کھلا پایا اور جن شخصیات پر رب تعالیٰ ان کی زندگی میں اُن پر تجلیات نازل فرماتے رہے ان کی قبور سے نور کی شعاعیں اور اب تک انوار وتجلیات کا ظہور ہورہا ہے۔ ان تمام باتوں کا تعلق محسوس کرنے سے ہے، نہ کہ تقریر وتحریر سے۔ کافی طویل سفر کے بعد پہنچے تھے، تازہ وضو کرنے کی حاجت تھی، وضو کیا اور آپ کے مزار مبارک پر حاضر ہوگئے یقین مانیں کہ آپ کے مزار مبارک کی زیارت سے ہی طویل سفر کی ساری تھکاوٹ یک دم دور ہوگئی اور دل ودماغ کو ایک سکون حاصل ہوگیا۔ منتظم مزار سے پوچھ کر رسم چادر پوشی ادا کی محفلِ نعت منعقد کی اور آپ کے مزار مبارک کے قریب دوسری قبور پر بھی فاتحہ خوانی کی، منتظم نے ہمیں بتایا اس مزار مبارک کے اردگرد قبرستان کے چاروں اطراف اولیاء اللہ کی قبور مبارکہ ہیں۔ پھر بیٹھ کر اجتماعی دعا کی گئی اور منتظم سے بھی دعا کروائی۔ پھر سیدنا برھان الدین محقق ترمذی اور حضرت مولانا روم کی کرامات کا ذکر ہوتا رہا۔ منتظم مزار ہمارے مترجم محمد یونس کو بتارہے تھے کہ آج آپ لوگوں کا اس وقت اس مزار مبارک پر حاضری دینا بھی حضرت مولانا روم کی کرامت ہی ہے کیونکہ روزانہ یہ مزار مبارک 8 بجے تک بند کردیا جاتا ہے۔ آپ لوگوں نے آنا تھا اور مجھے کسی غیبی طاقت نے اس وقت تک کیلئے روکا ہوا تھا۔ قارئین ہم تقریباً دس بجے کے بعد ہی مزار مبارک پر پہنچے تھے۔ منتظمِ مزار مبارک کہنے لگے۔ **کراماتُ الاولیاء حق و انکار ھا کُفر** ﴿کرامات اولیاء حق ہیں اور ان کا انکار کفر ہے﴾ کافی دیر تک حضرت سیدنا برھان محقق ترمذی کے مزار مبارک کے سایہ میں بیٹھے رہے قضاء نمازیں ادا کیں اور عشاء کی نماز منتظم صاحب کی معیت میں ادا کرنے اور ان کا انتہائی شکریہ ادا کرنے کے بعد ان سے اجازت طلب کی۔ انہوں نے حضرت

برھان الدین محقق ترمذی کے بارے میں ایک کتاب ہمیں عنایت فرمائی۔ اندرونی و بیرونی مناظر اور مزار مبارک سیدنا برھان الدین محقق ترمذی کی مختلف جوانب سے تصاویر بنائیں۔ حضرت سیدنا برھان الدین محقق ترمذی کی خدمت میں الوداعی سلام کر کے باہر آئے اور ایک بس میں سوار ہو کر قیصری بس اسٹینڈ کی طرف روانہ ہوئے تاکہ وہاں سے دوسری بس میں سوار ہو کر استنبول کیلئے روانہ ہوں۔ قارئین استنبول میں بھی بے شمار زیارات، مساجد اور خانقاہیں موجود ہیں جن کی زیارت کا ہمیں بھی شرف حاصل ہوا۔ برکت کیلئے صرف ان مقامات کا ذکر کر دیتے ہیں۔ استنبول میں سب سے اہم اور قابل دید مقام ایک عجائب گھر ہے جس کا نام (توپ کاپی پیلس) ہے، جس میں آنحضرت ﷺ کے بے شمار تبرکات مبارکہ موجود ہیں۔ پھر علاقہ "**ایوب سلطان**" میں مسجد سیدنا ابوایوب انصاریؓ اور مزار مبارک حضرت ابوایوب انصاریؓ قابل دید ہیں۔ اسی علاقہ میں کئی اور صحابہ کرامؓ اور اولیاء کے مزاراتِ مبارکہ بھی ہیں۔ ایک پہاڑ کی چوٹی پر حضرت یوشعؑ کی قبر مبارک بھی واقع ہے۔ علاقہ **کاراکوئی** میں ایک مسجد کے تہہ خانہ میں تین صحابہ کرامؓ کے مزارات مبارکہ موجود ہیں۔ شیخ محمود ہوائی اور حضرت شیخ یحییٰ اپنے وقت کے کامل اولیاء گزرے ہیں ان کے مزارات بھی استنبول میں موجود ہیں۔ اسی طرح استنبول کی مساجد بالخصوص مسجد سلیمانیہ، مسجد سلطان احمد، مسجد بایزید، مسجد Yeni، مسجد مہرو ماہ، مسجد شمسی اور مسجد سلیمی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ خانقاہ جراحیہ خلوتیہ میں حضرت شیخ سلطان نورالدین الجراحی کا مزار مبارک بھی مرجع خلائق ہے۔ سلاطین عثمانیہ کے مزارات میں سے سلطان محمد الفاتح، سلطان سلیمان القانونی، سلطان سلیمان دوم، سلطان محمود دوم، سلطان عبدالحمید دوم، سلطان عبدالعزیز، سلطان بایزید دوم، سلطان احمد، سلطان عبدالحمید خان اول، سلطان سلیم سوم، سلطان عبدالمجید اول (مسجد نبویؐ کی عمارت مجیدیہ انہی کی طرف منسوب ہے، بابِ جبریل، بابُ السلام اور باب الرحمت بھی اسی سلطان کی یادگاریں ہیں) اور دوسرے کئی سلاطین کے مزارات مبارکہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی طرح برصہ کی جامع مسجد اور بانی سلطنتِ عثمانیہ سلطان عثمان غازی اور ان کے بیٹے سلطان اورحان غازی کے مقابر بھی قابل دید ہیں۔ اسی طرح عثمانی سلطنت کے دوسرے دارالخلافہ، (**ادرنہ**) میں بھی مسجد سلیمیہ، مسجد Eski اور مسجد شریفی دیکھنے کے قابل ہیں۔ دنیاوی اسباب موجود ہوں تو ضرور ترکی کی زیارات اور بالخصوص حضرت مولانا روم کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کریں۔

چبوترہ مزارِ مبارک حضرت مولانا رُوم رضی اللہ عنہ پر دوسری قبور کا نقشہ
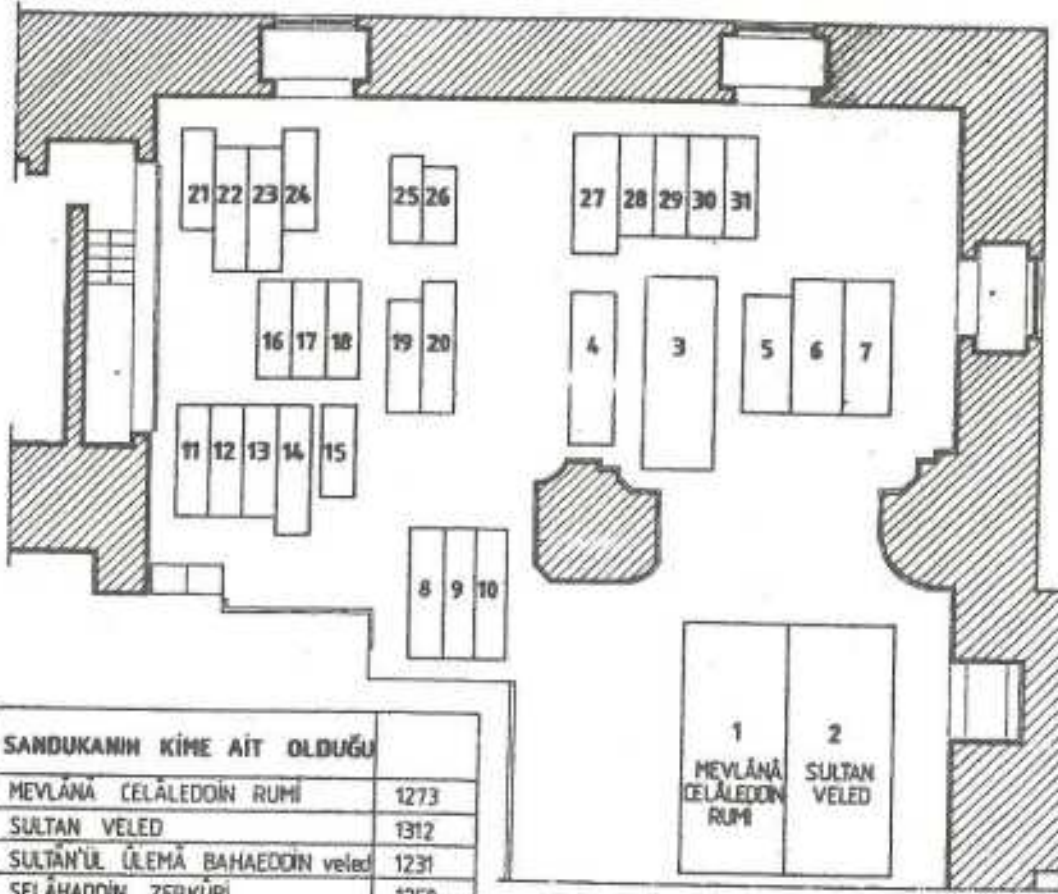
NO	SANDUKANIN KİME AİT OLDUĞU	
1	MEVLÂNÂ CELÂLEDDİN RUMİ	1273
2	SULTAN VELED	1312
3	SULTÂN'ÜL ÜLEMÂ BAHAEDDİN veled	1231
4	SELÂHADDİN ZERKÛBİ	1258
5	SİPEHSÂLÂR MECDEDDİN	1212
6	ALÂEDDİN ÇELEBİ	1261
7	ŞEMSEDDİN YAHYÂ	1292
8	ŞEMSEDDİN ÂBİD ÇELEBİ	1338
9	ULU ÂRİF ÇELEBİ	1320
10	BÜYÜK ZÂHİD ÇELEBİ	1333
11		-
12	VELED ÇELEBİ OĞLU ABDURRAHMAN	-
13	ŞEMSEDDİN ÇELEBİ	1921
14	ŞEYH KERİMEDDİN BEYTİ	1291
15		-
'6		-
1'		-
18		-
'5	OSMAN ÇELEBİ KIZI VESİLE HANIM	1916

NO	SANDUKANIN KİME AİT OLDUĞU	VEFAT TARİHİ
20	SULTAN VELED OĞLU VÂCİD ÇELEBİ	1342
21	ÂBİD ÇELEBİ OĞLU ZÂHİD ÇELEBİ	1890
22	HÜSEYN ÇELEBİ OĞLU KERİMEDDİN Ç.	1887
23		-
24	KERİMEDDİN ÇELEBİ OĞLU GALİP Ç.	1919
25	EDHEM ÇELEBİ KIZI ZÜBEYDE	1817
26	İBRAHİM ÇELEBİ KIZI EMETULLAH HAN.	-
27	KARAMAN BEYLERBEYİ HASAN PAŞA	-
28	EDHEM ÇELEBİ OĞLU NESİB ÇELEBİ	1899
29	İBRAHİM ÇELEBİ OĞLU HÜSEYN ÇELEBİ	1895
30	YAKÛB ÇELEBİ OĞLU ÂDİL ÇELEBİ	1904
31	EDHEM ÇELEBİ OĞLU OSMAN ÇELEBİ	1904

قبور مبارکہ کی تفصیل کا یہ نقشہ میوزیم حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کے ڈائریکٹر جناب ڈاکٹر اورگان اریول کی محبت و مہربانی سے حاصل ہوا
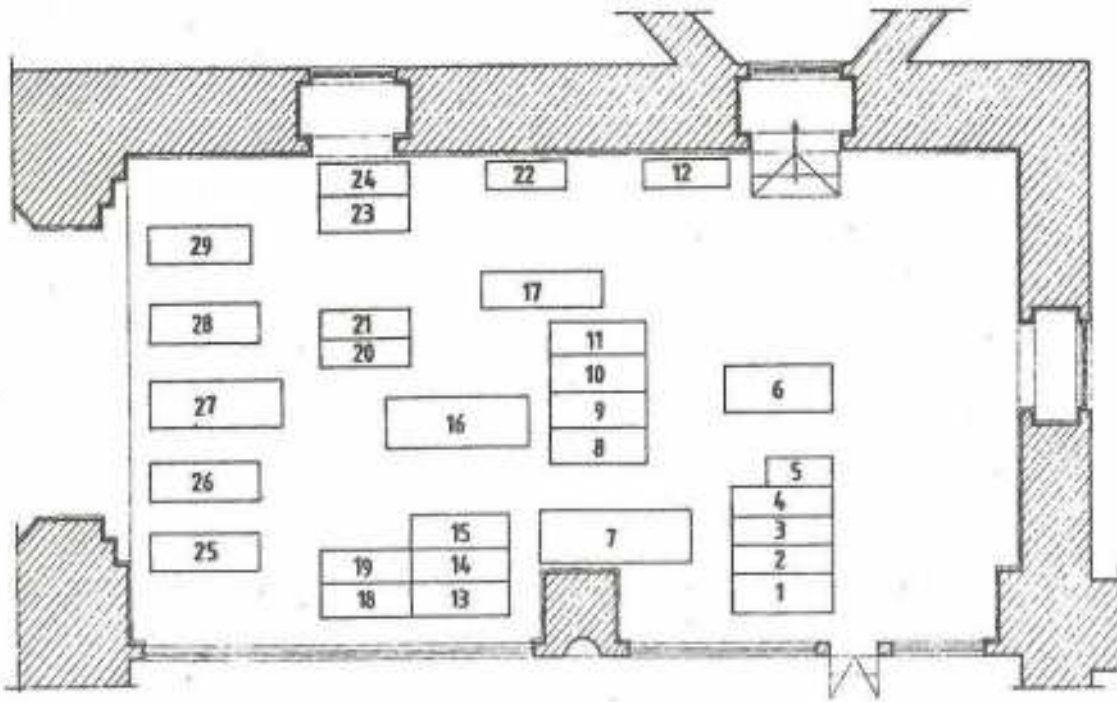
NO	SANDUKAKIN KİME AİT OLDUĞU	VEFAT TARİHİ
1		–
2	CELÂLEDDİN ÇELEBİ	1838
3	SELÂHADDİN ÇELEBİ	–
4	ÂBİD ÇELEBİ	–
5		–
6	HUSÂMEDDİN HASAN ÇELEBİ	1346
7	HUSÂMEDDİN ÇELEBİ	–
8	ABDULVÂHİD ÇELEBİ	1907
9	SADREDDİN ÇELEBİ II	1881
10	MUSTAFA SAFVET ÇELEBİ	1887
11	FAHREDDİN ÇELEBİ	1881
12	ATA ÇELEBİ ZEVCESİ HEDİYE HANIM	–
13	II BOSTAN ÇELEBİ	1705
14		–
15		–

NO	SANDUKANIN KİME AİT OLDUĞU	VEFAT TARİHİ
16	BOSTAN ÇELEBİ I	1630
17	KARA BOSTAN ÇELEBİ TORUNU	–
18	HEMDEM SAİD ÇELEBİ	1858
19	HACI MEHMET ÇELEBİ	1815
20	EBUBEKR ÇELEBİ KIZI RÂBİA HANIM	–
21	ÂRİFE HANIM	1911
22	ATA ÇELEBİ	–
23	HEMDEM ÇELEBİ KIZI FERİDE	–
24	HEMDEM ÇELEBİ KIZI NESİBE	–
25	MELİKE HATUN	1329
26	CELÂLE HATUN	1283
27	EMİR ÂLİM ÇELEBİ	1277
28	MEVLÂNÂ KIZI MELİKE HATUN	1305
29	MEVLÂNÂ ZEVCESİ KERRA HATUN	1291

یا حضرت مولانا
حصہ تصاویر
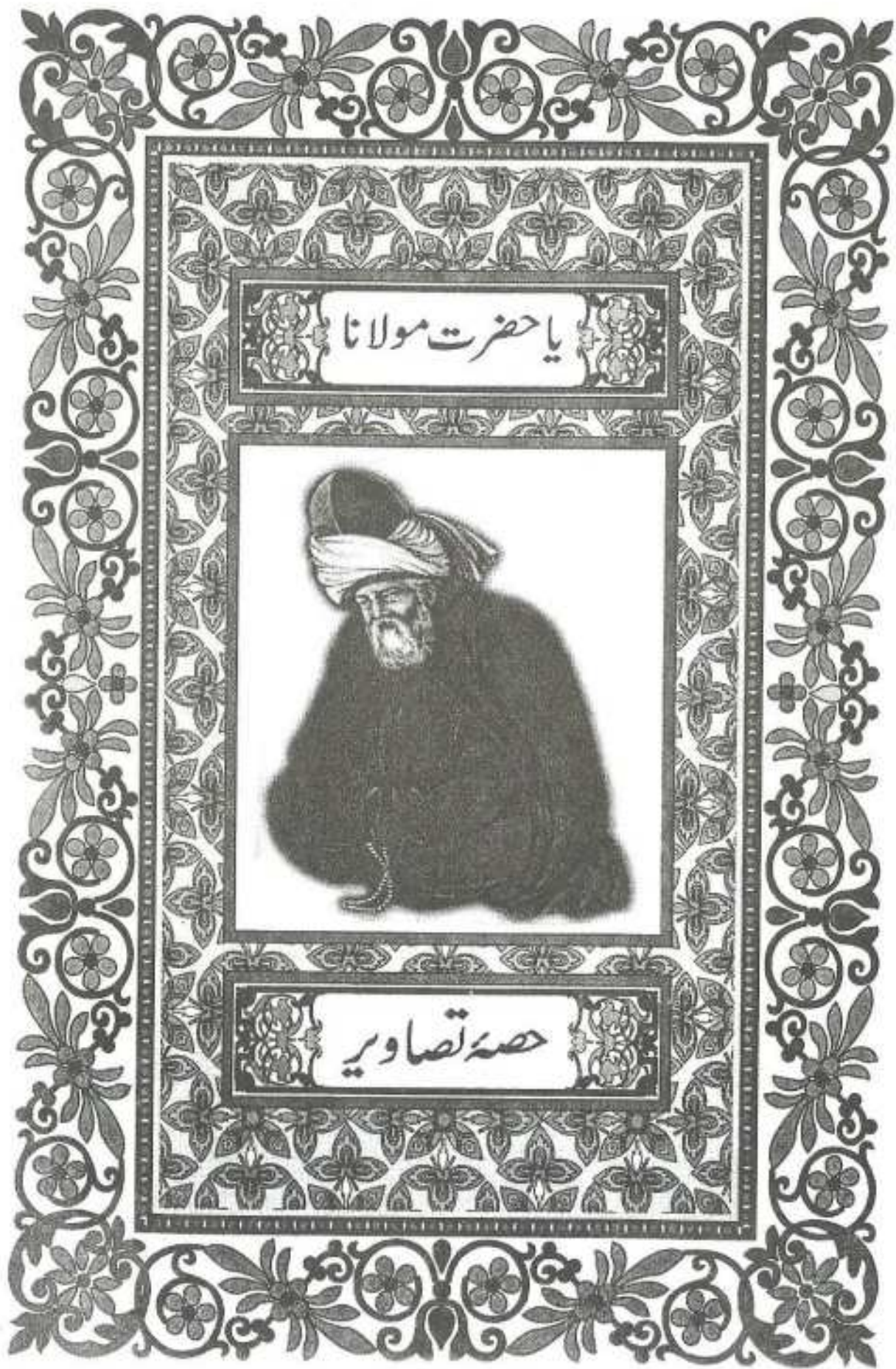
قونیہ شریف

بیرونی منظر مزارِ مبارک حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ
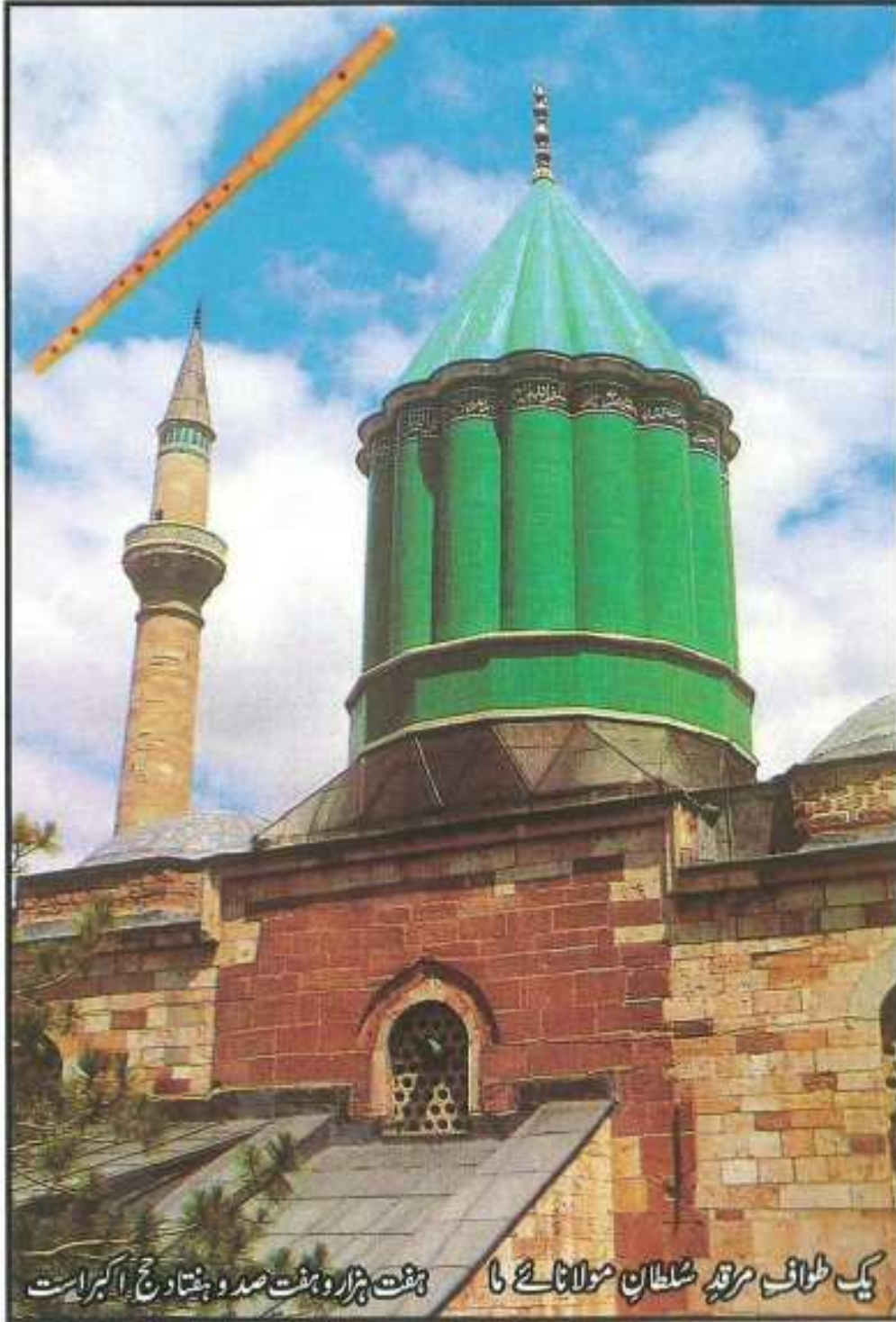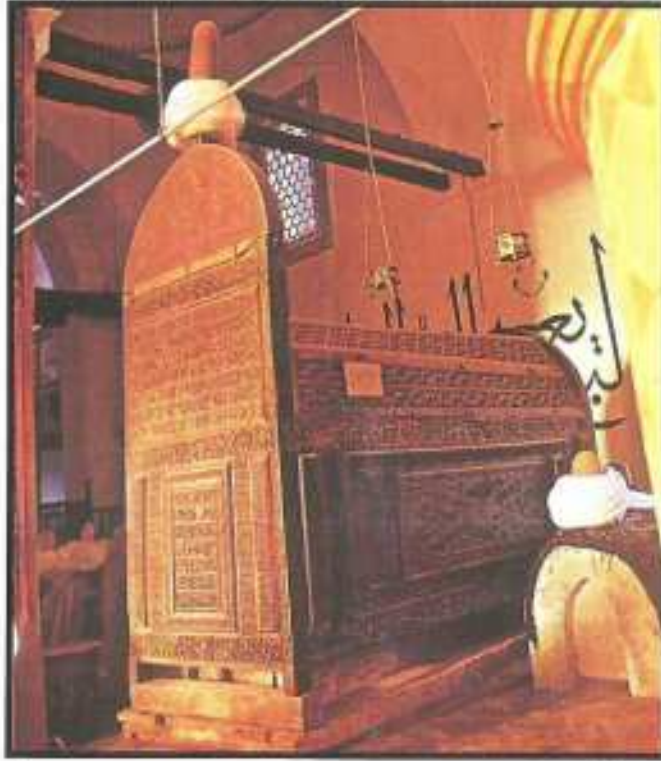
حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کے والدِ محترم حضرت سلطان بہاؤالدین رضی اللہ عنہ کا مزارِ پُرانوار
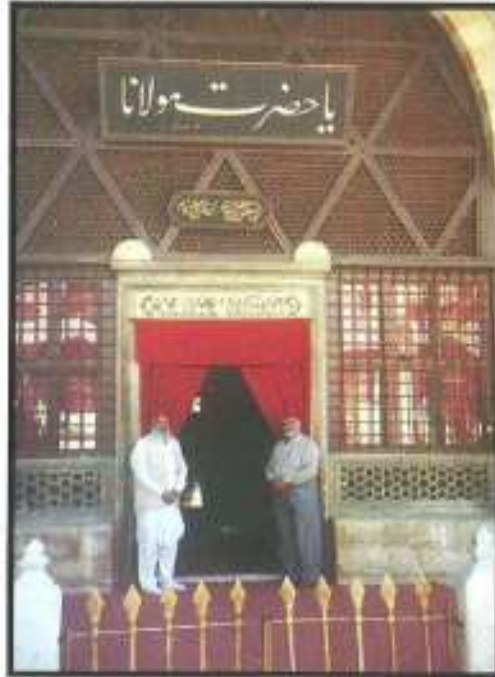
بارگاہِ حضرت پیرِ رومی رضی اللہ عنہ میں داخلے کے مرکزی دروازے

مزارِ پُر انوار و کیفیات حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ
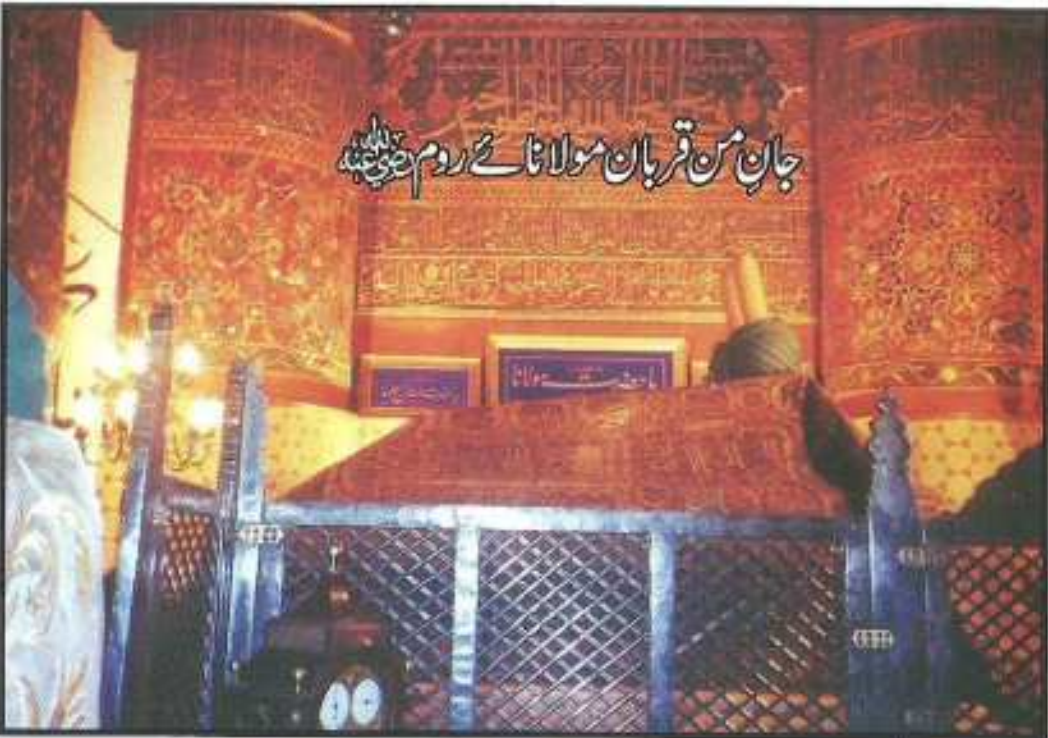
حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک پر دو عدد چادریں پیش کرنے کا شرف حاصل ہوا
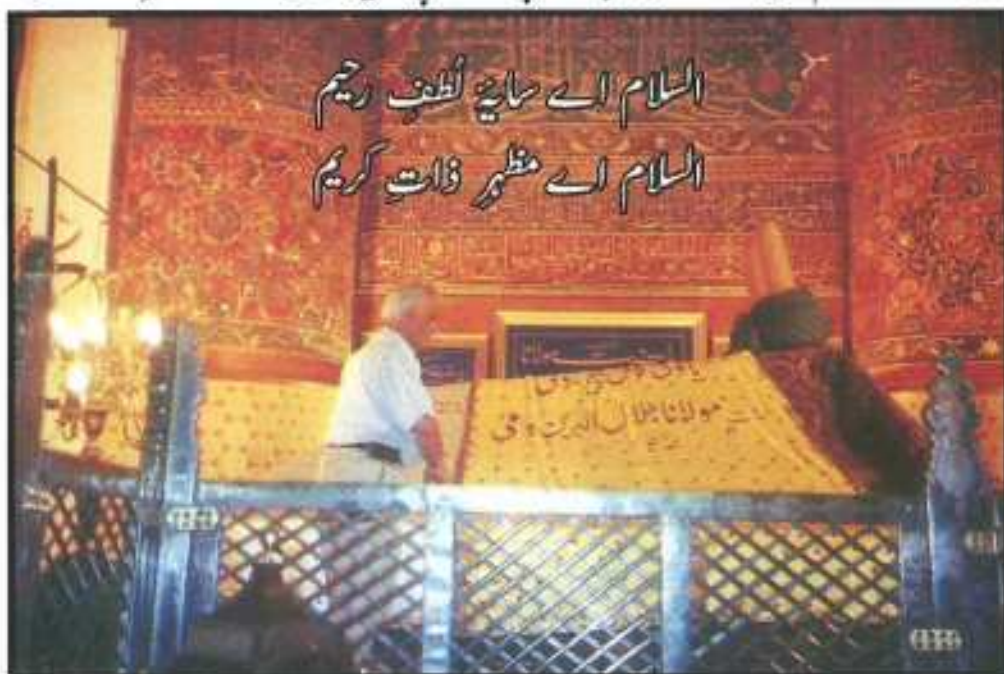
خوشا قسمت کہ جس کی حضرتِ رُومی رضی اللہ عنہ سے نسبت ہے
بھرا نورانیت سے اس کا دامانِ عقیدت ہے

حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں خصوصی طور پر
محفلِ ذکر و نعت اور مثنوی شریف پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی

من چہ گویم وصفِ آن عالی جناب
نیست پیغمبر ولی دارد کتاب

مرکزِ انوار و تجلیات بارگاہِ حضرتِ پیرِ رُومی رضی اللہ عنہ اور ناچیز افتخار احمد حافظ قادری

حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کے پوتوں کی قبور مبارکہ
درمیان میں تیسرے سجادہ نشین حضرت شیخ عارف چلپی رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک ہے

مزارِ حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کے کمرۂ تبرکات میں اس صندوقچی میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک محفوظ ہیں

حضرت مولانا رُوم رضی اللہ عنہ کا لباسِ مبارک

حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کے عزیز و اقارب اور سجادگان کی قبور مبارکہ

آرزو دارم کہ یک بارِ دگر در قونیہ   سر نہم بر آستانِ آسمان مولائے روم

مزارِ مبارک کامل الحال والقال حضرت مولانا شمس الدین تبریزی رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ اقدس میں چادر شریف پیش کرنے کا شرف حاصل ہوا

مزارِ مبارک حضرت سلطان العارفین شیخ صلاح الدین زرکوب رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک پر بھی چادر (سرخ) پیش کرنے کا شرف حاصل ہوا

قونیہ شریف

مزارِ پُرانوار ابایزید الوقت، جنید الزمان، حضرت شیخ حسام الدین چلپی رضی اللہ عنہ

افتخار احمد قادری آپ رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں چادر پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہے ہیں

حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کے لنگر شریف پکانے والے بزرگ حضرت آتش بازولی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک

حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کے باغ میں آپ کے مُرید ہندی حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی علامتی قبر

درگاہِ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے ڈائریکٹر (Dr. Erdogan) کو افتخار احمد حافظ قادری اپنی کتب پیش کر رہے ہیں

درگاہِ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے نائب مدیر و قونیہ شریف میں سلسلہ مولویہ کے شیخ حضرت شیخ نادر کے ہمراہ
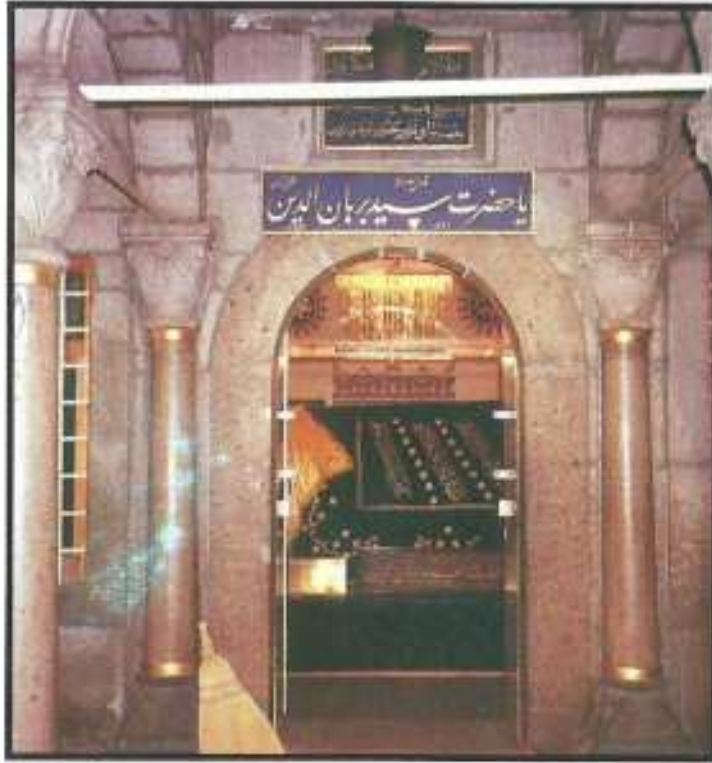
حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کے مرشدِ کریم
حضرت سید برہان الدین محقق ترمذی رضی اللہ عنہ کا پُر انوار و تجلیات مزارِ مبارک
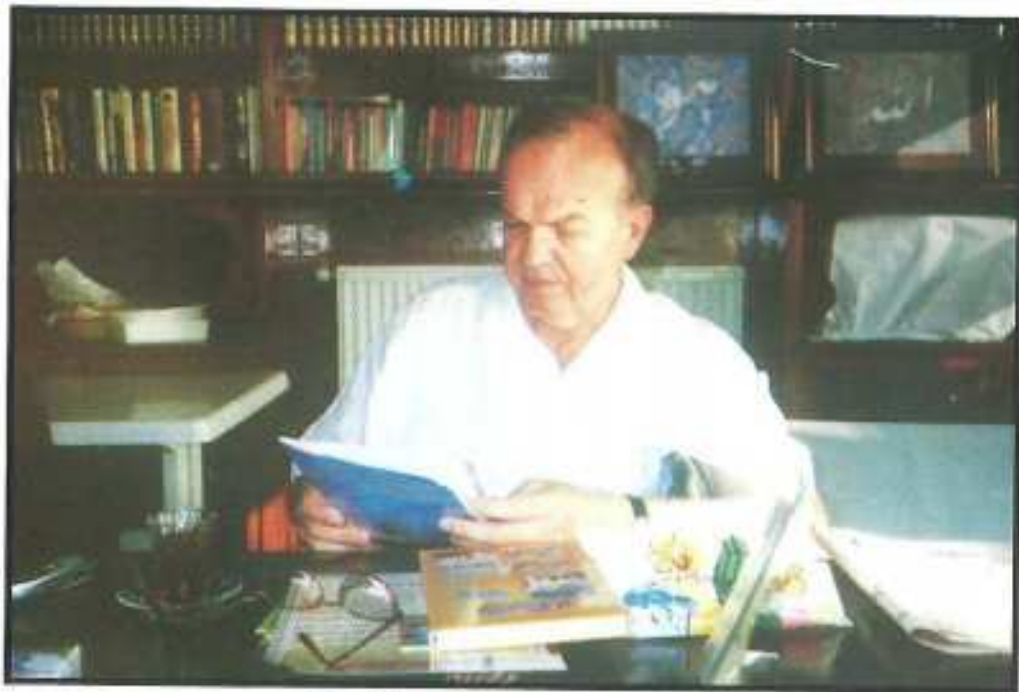
حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کے موجودہ
(33ویں) سجادہ نشین مقام چلپی حضرت فاروق ہمدم چلپی مدظلہ العالی

آپ سے ملاقات اور اپنی کتب پیش کرنے کا بھی شرف حاصل ہوا۔

آیة من آیات الله
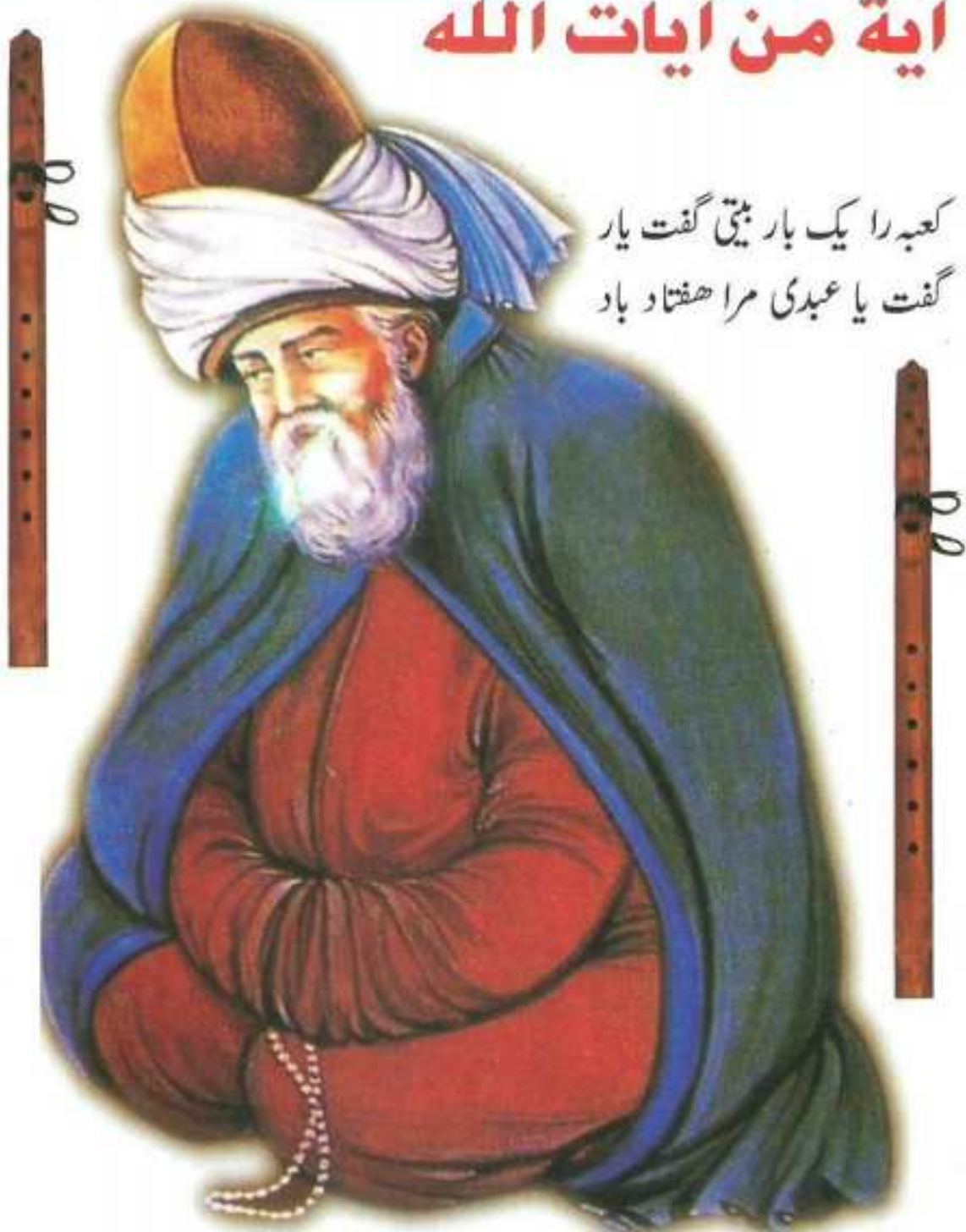
کعبہ را یک بار بیتی گفت یار
گفت یا عبدی مرا ھفتاد بار

شبیہہ مبارک عارفِ کامل و عاشق واصل

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ

حضرت مولانا
جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ
فضائل و مناقب

حضرت مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب کو احاطۂ تحریر میں لانا ناممکن ہے، صرف برکت حاصل کرنے کیلئے چند فضائل ومناقب وکرامات کا ذکر کرتے ہیں جن کو فارسی کتاب ''مناقب العارفین'' تالیف شمس الدین احمد الافلاکی العارفی اور مناقب رومی سے اخذ کیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کے فیوضات وبرکات سے مستفیض فرمائے۔

بارگاہ رومی رضی اللہ عنہ میں مردانِ غیب کی حاضری

حضرت مولانا جلال الدین رومی کی عمرِ مبارک ابھی پانچ سال کی تھی کہ آپ بیٹھے بیٹھے مضطرب ہو جاتے۔ آپ کے والدِ بزرگوار کے خدام آپ کو اپنے حلقہ میں لے لیتے۔ حضرت مولانا روم کی یہ حالت اس لئے ہوا کرتی کہ آپ بچپن سے ہی فرشتے، جنات اور رجال الغیب نظر آیا کرتے تھے۔ آپ کے والدِ محترم آپ کو تسلی وتشفی دیا کرتے اور فرمایا کرتے کہ یہ غیب کی چیزیں ہیں۔ آپ پر اس لئے ظاہر ہوتی ہیں کہ ہدایاتِ غیبی آپ کو بطورِ تحفہ پیش کرے۔ ''**خداوندگار**'' کا لقب آپ کے والدِ محترم شمس العلماء حضرت مولانا بہاء الدین ولد نے آپ کو عطا کیا تھا۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی کی زوجہ محترمہ روایت کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ سخت سردی کے موسم میں حضرت مولانا اپنے خلوت خانے میں حضرت شمس الدین تبریزی کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ میں نے دروازے کے شگاف پر کان لگایا تاکہ سنوں حضرت مولانا کیا اسرارِ الٰہی ارشاد فرماتے ہیں۔ شگاف میں سے میں نے دیکھا کہ مکان کی دیوار پھٹی اور چھ شخص اندر حاضر ہوئے۔ مولانا کو سلام کیا، قدم بوس ہوئے اور پھولوں کا ایک انتہائی خوبصورت اور تازہ گلدستہ پیش کیا۔ نمازِ ظہر کا وقت ہوا تو مولانا روم نے حضرت شمس تبریزی سے فرمایا کہ آپ جماعت کروائیں، لیکن حضرت شمس تبریزی نے عرض کی کہ آپ کی موجودگی میں کوئی شخص امامت نہیں کروا سکتا۔ چنانچہ حضرت مولانا نے جماعت کروائی۔ جس کے بعد وہ چھ عجیب وغریب آدمی رخصت ہو گئے۔ ان واقعات کو دیکھ کر میں بے ہوش ہو گئی، جب مجھے ہوش آیا تو مولانا روم باہر تشریف لائے اور وہ گلدستہ مجھے دے کر فرمایا کہ اسے احتیاط سے رکھنا۔ میں نے اس کی چند پتیاں عطاروں کو بھیج کر دریافت کروایا کہ یہ کون سا پھول ہے اور کہاں

سے آیا ہے؟ جس پر عطاروں نے جواب بھجوایا کہ ہم نے عمر بھر کبھی ایسا پھول نہیں دیکھا، اور پھر اس شدت کی سردی میں اتنا شاداب ہونا اور بھی عجیب بات ہے۔ ان پھول فروشوں میں سے ایک سوداگر شرف الدین ہندی بھی موجود تھا جو ہندوستان کی طرف بغرض تجارت جایا کرتا تھا۔ اس نے پھول دیکھ کر کہا کہ یہ پھول روم میں کس طرح آ گیا ہے؟ یہ تو خاص ہندوستان میں سراندیپ کے اطراف میں پایا جاتا ہے۔ یہ قصہ خادم نے آکر زوجۂ حضرت مولانا روم سے بیان کیا جس پر انہیں اور بھی زیادہ تعجب ہوا۔ اتفاقاً اسی وقت حضرت مولانا روم بھی تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس گلدستہ کو چھپا کر رکھنا اور کسی نامحرم کو نہ دکھانا۔ یہ جنت کے فرشتے ہندوستان سے تحفہ لائے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مرتے دم تک پھولوں کا وہ گلدستہ زوجۂ حضرت مولانا روم کے پاس رہا اور آخری وقت تک ان پھولوں کی رنگ و بو میں فرق نہ آیا۔

حضرت پیرِ رومی کے مریدوں کی شان و عظمت

ایک دن وزیر معین الدین پروانہ نے اپنے دربار میں کہا کہ حضرت مولانا روم تو بے مثل بادشاہ ہیں اور مجھے امید نہیں کہ صدیوں میں بھی کوئی ان کی مثل پیدا ہو، مگر ان کے مرید بس ویسے ہی ہیں۔ کسی نے یہ بات حضرت مولانا روم تک پہنچا دی۔ مولانا روم اس بات سے نہایت افسردہ خاطر ہوئے اور معین الدین پروانہ کو ایک رقعہ لکھا کہ اگر میرے مرید اچھے اور نیک ہوتے تو میں خود ان کا مرید ہوتا، چونکہ وہ بد تھے اس لئے ان کو اپنا مرید کیا ہے تاکہ ان کی حالت بدل جائے اور وہ نیک ہو جائیں۔

توجہ الی اللہ کا طریقہ

حضرت سلطان ولد فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا نے ایک روز مجھے بلایا، میرے سر اور آنکھوں کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھے خدا دکھا دوں۔ میں نے عرض کیا کہ اس سے بڑھ کر اور کیا رحمت ہوگی؟ جس پر میرے والد بزرگوار نے فرمایا کہ اس کیلئے ایک شرط ہے کہ دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں سے تم صرف دو گھنٹے عبادت کرو اور بائیس گھنٹے دنیاوی کاموں میں لگاؤ مگر ان دو گھنٹوں کے اندر تمہاری کامل توجہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف رہے۔ چند

روز کے بعد چار گھنٹے عبادت کیلئے اور بیس گھنٹے دنیاوی کاموں کیلئے رکھنا، رفتہ رفتہ یہ نوبت آ جائے گی کہ صرف چار گھنٹے دنیا کے کاروبار کے رہ جائیں اور بالآخر تمام وقت خدا کے کاموں میں وقف ہو جائے اور دنیا اور اہلِ دنیا سے بالکل تعلق ختم ہو جائے اور جس وقت تیری یہ حالت ہو جائے گی تو پھر جس قدر تو چاہے خداوند تعالیٰ کی زیارت کرنا، یا اس وقت جو کچھ چاہو گے یا کہو گے وہی ہو گا۔ حضرت سلطان ولد فرماتے ہیں کہ مولانا کی قسم میں نے ایسا ہی کیا اور وہی حالت ہوگئی جو مولانا نے بیان فرمائی تھی۔

عاشقِ الٰہی کی شان

ایک بار کچھ لوگوں نے حضرت مولانا جلال الدین رومی سے دریافت کیا کہ پہلے پہل تو جنازے کے آگے صرف قاری اور مؤذن ہوا کرتے تھے مگر اب آپ نے قوالوں کو بھی شامل کر لیا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اور پھر ظاہری علماء اور فقہاء اس پر اعتراض بھی کرتے ہیں۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی نے فرمایا کہ قاری حضرات اور مؤذن جو جنازے کے آگے چلتے ہیں وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص مسلمان تھا اور اسلام پر ہی اس کی وفات ہوئی، لیکن ہمارے قوال یہ گواہی دیتے ہیں کہ وہ مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ عاشقِ الٰہی بھی تھا۔

مزارات پر قندیلیں روشن کرنا

ایک مرتبہ کسی نے حضرت مولانا روم سے دریافت فرمایا کہ لوگ اولیاء اللہ کے مزارات پر شمعیں اور قندیلیں کیوں لے کر جاتے ہیں؟ ان سے کیا فائدہ حاصل کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جس شخص کی قبر میں اندھیرا ہو گا ان اولیاء اللہ کی برکت سے اور خلوص کی بدولت شمع جلانے والے کی قبر بھی روشن ہو جائے گی چنانچہ شب برأت میں جب رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے تو آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس نے روشنی کی ہے؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے مسجد میں روشنی کی ہے۔ جس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تبارک وتعالیٰ تیرے قلب اور قبر کو منور کرے۔ اس وقت سے لے کر اب تک روشنی کی رسم امتِ مسلمہ میں یادگار ہے۔

مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تین عاداتِ مبارکہ

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تین عاداتِ مبارکہ تھیں۔ جن میں سے ایک یہ کہ جب کوئی مہمان آتا تو اس کو شہد کھلاتے، دوسرا غرباء اور مساکین کو کپڑے عطا فرماتے، تیسرا مسجدوں میں چراغ بھیجا کرتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقربین نے اس کا سبب پوچھا جس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ مہمانوں کو شہد اس لئے کھلاتا ہوں کہ جب ان کا منہ اور گلا شیریں ہوگا تو میرے حق میں دعا کریں گے اور میں موت کے وقت نزع کی تلخی سے محفوظ رہوں گا، غرباء اور مساکین کو لباس اس لئے دیتا ہوں تاکہ وہ میرے لئے دعا کریں کہ قیامت کے دن جب مخلوق برہنہ ہوگی تو اللہ تبارک وتعالیٰ میری پردہ پوشی فرمائیں گے۔ مسجدوں میں چراغ اور قندیلیں بھیجنے کی یہ وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میری تاریک قبر کو اپنے لطف وکرم سے روشن فرمادیں اور میں تنگ وتاریک قبر میں بغیر چراغ کے نہ رہوں۔ اولیاء اللہ کے مزارات پر روشنی کرنے کے بھی یہی فوائد ہیں۔

حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ کا طریقۂ ذکر

ایک دن وزیر معین الدین پروانہ نے حضرت مولانا سے دریافت کیا کہ مشائخ کے ذکر اور اوراد الگ الگ ہیں۔ کوئی **کلمۂ طیبہ** کا ذکر کرتا ہے تو کوئی **ھو۔ ھو** کا ذکر کرتا ہے۔ بعض **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** کا ذکر کرتے ہیں اور بعض **استغفر اللہ العظیم** کا ذکر کرتے ہیں، آپ کا طریقۂ ذکر کیا ہے؟ جس پر حضرت مولانا نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا ذکر **اللہ، اللہ، اللہ** ہے اس لئے کہ ہم اللہ کی طرف سے آئے ہیں اور اسی کے پاس لوٹ کے جانا ہے۔ میرے والدِ بزرگوار حضرت بہاء الدین ولد رضی اللہ عنہ بھی اللہ ہی سے سنتے تھے اور اللہ ہی سے کہتے تھے اور ان کا ذکر **اللہ** ہی تھا۔

سُرخ لباس

حضرت مولانا روم فرماتے ہیں کہ سرخ لباس، سرخ کپڑا یا سرخی دیکھنا عیش کی نشانی ہے۔ سبز رنگ زہد کی نشانی ہے۔ سفید رنگ تقویٰ کی نشانی ہے، نیلا اور سیاہ رنگ ماتم وغم کی علامت ہے۔

حضرت مولانا فخر الدین ادیب (جو آپ کے اصحاب میں سے ہیں) روایت کرتے ہیں کہ ایک دن بہت بڑی مجلس میں حضرت مولانا روم نے اس حدیث مبارکہ:-

قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَا رَأَیْتُ اللّٰهَ اِلَّا بِلِبَاسٍ اَحْمَرٍ

﴿حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو سرخ لباس میں دیکھا﴾

کی تفسیر اس انداز سے بیان کی کہ کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی اور سب حیرت زدہ تھے۔

عشاق کا رنگ

ایک دن حضرت مولانا جلال الدین رومی قلعہ کی خندق کے کنارے کھڑے تھے۔ قراطائی مدرسہ سے چند فقیہہ نکلے اور بطور امتحان حضرت مولانا سے سوال کیا کہ اصحابِ کہف کے کتے کا کیا رنگ تھا؟ حضرت مولانا نے برجستہ فرمایا ''زرد رنگ تھا''۔ اس لئے کہ وہ کتا عاشق تھا، اور عاشقوں کا رنگ زرد ہوتا ہے جس طرح کہ میرا رنگ ہے۔ سب قدموں پر گر گئے اور مرید ہو گئے۔

ذکر کلمۂ ''اللہ''

حضرت سلطان ولد فرماتے ہیں کہ ایک روز میرے والد شب کو نماز پڑھ رہے تھے اور میں آپ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ قیام میں **اللہ اللہ** کہتے ہیں۔ پھر منہ تو آپ کا کھلا رہ گیا مگر لب مبارک نہ ہلتے تھے اور اندر سے آواز **اللہ اللہ** کی آتی تھی۔

حضرت مولانا روم کے بالِ مبارک

حضرت مولانا روم جب کبھی حمام میں جا کر حجامت بنواتے تو آپ کے بالوں کو سب خادم بطور تبرک لے لیتے تھے۔ ایک دن آپ نے حمام میں حجامت بنوائی وہاں ایک بزرگ بھی موجود تھے۔ ان کے دل میں خیال آیا کہ اگر مولانا اپنے کچھ بال مجھے تبرک میں دے دیں تو میں بھی ان کا مرید ہو جاؤں گا۔ مولانا نے اسی وقت خادم سے کہا کہ چند بال ان صاحب کو بھی دے دو۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ بزرگ اسی وقت مرید ہو گئے۔

ابدالوں کا تقرر

حضرت سلطان ولد روایت فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت مولانا اپنے مدرسہ میں تشریف فرما تھے۔ میں نے دیکھا کہ تین سرخ پوش آدمی آپ کی خدمت میں آئے اور سلام پیش کر کے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت مولانا نے فرمایا ''اچھا! یہی مناسب ہے لے جاؤ'' پھر وہ تینوں آدمی میری نظروں سے غائب ہو گئے میں نے عرض کی یا حضرت یہ کون لوگ تھے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ ابدال تھے۔ ایک ابدال کا انتقال ہو گیا ہے اس کی جگہ مجھ سے آدمی مانگنے آئے تھے۔ یہاں میرا ایک دوست **سقہ** (ماشکی) ہے جو اب درجۂ کمال کو پہنچ گیا ہے اور بارگاہِ ربوبیت میں بھی مقبول ہو چکا ہے۔ مجھ سے اس کے بارے میں درخواست کی، کہ متوفی ابدال کی جگہ اس کو مقرر کر دیا جائے میں نے ان کی درخواست قبول کرتے ہوئے اس **سقہ** (ماشکی) کو ابدال مقرر کر دیا ہے۔ پھر وہ حدیثِ مبارکہ پڑھی جس کا مضمون یہ ہے۔

﴿جو لوگ ابدالوں میں سے مرتے ہیں ان کی جگہ دوسرے مقرر ہو جاتے ہیں﴾

مولانا کے خدام بعد میں کئی دن تک اس شخص کو ڈھونڈتے رہے مگر اس کا کوئی سراغ نہ ملا۔

فضیلت آیۃ الکرسی

ایک شخص نے حضرت مولانا روم سے سوال کیا کہ تمام فرض نمازوں کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے کا کیا فائدہ ہے؟ جس پر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی شریف پڑھے گا اللہ تبارک وتعالیٰ خود اس کی روح قبض فرمائے گا۔ ظاہر ہے اس سے زیادہ اور کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ کہ ذاتِ باری تعالیٰ خود روح قبض فرمائے گی۔ حضور پاک ﷺ اسی لئے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھا کرتے اور امت کو بھی پڑھنے کی بھی ترغیب فرمائی۔ آیۃ الکرسی کی فضیلت عرش معلیٰ سے بھی عظیم تر ہے اور یہ خاص عنایت سید المرسلین ﷺ کی امت کیلئے ہے۔

حضرت مولانا روم کے مزارِ مبارک کی فضیلت

روایت ہے کہ ایک دن حضرت مولانا روم نے فرمایا کہ بعد از وصال میرے دوست میری قبر بلند بنائیں تا کہ دور سے نظر آئے، پھر فرمایا کہ جو شخص میری قبر دیکھ کر اعتقاد پیدا کرے گا، میری ولایت کا یقین کرے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی بخشش و مغفرت فرما دیں گے اور جو شخص محبتِ کامل اور یقینِ محکم کے ساتھ میری قبر کی زیارت کرے گا اس کی جو حاجت ہو گی اللہ تبارک و تعالیٰ پوری فرمائیں گے۔ اس کے تمام مقاصد اور دین و دنیا کے مطالب پورے ہوں گے۔ پھر یہ شعر پڑھا،

زبس دعا کہ بکردم دعا شد ست وجودم
کہ ہر کہ بیند رویم دعا بخاطر آرد

﴿میں دعا کرتے کرتے خود دعا بن چکا ہوں اب تو یہ حال ہے کہ
جو میری زیارت کرے اس کے دل میں دعا اتر جاتی ہے﴾
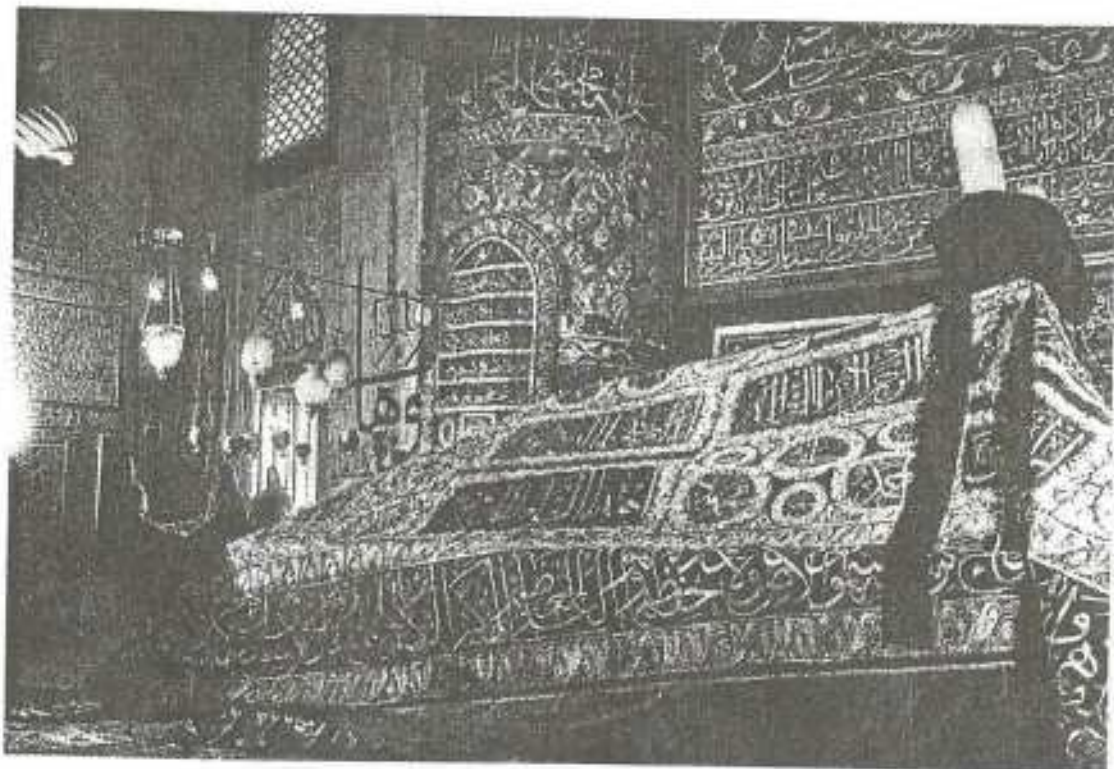
جمعرات اور ہفتہ کے دن کی فضیلت

کسی نے حضرت مولانا روم سے پوچھا کہ **بارک اللہ فی السبت والخمیس** ﴿اللہ تبارک وتعالیٰ نے جمعرات اور ہفتہ کے دن کو برکت عطا فرمائی ہے﴾ سے کیا مراد ہے؟ جس پر آپ نے فرمایا کہ یہ دونوں دن جمعۃ المبارک کے ہم نیشن ہیں۔ جمعہ کی برکت سے جمعرات اور ہفتہ کو فضیلت حاصل ہے۔

ظاہری ادب کی شدت سے تلقین

روایت ہے کہ ایک دن حضرت مولانا روم چلپی بدرالدین ولد کے حجرہ میں تشریف لائے اور ان کو سوتے ہوئے پایا، دیکھا کہ حکیم سنائی کا الٰہی نامہ ان کی پشت کے پیچھے رکھا ہوا تھا جس پر حضرت مولانا روم نے فرمایا سنو! حکیم سنائی تو حاضر ہے اور تو سو رہا ہے، ظاہری ادب کا لحاظ بھی ہر قسم کی عبادتوں سے افضل ہے۔ ظاہری ادب کا بھی لحاظ رکھ کہ غضب اور ہلاکت کا نشانہ نہ بن جائے کیونکہ

بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

﴿بے ادب شخص اکیلا ہی بے ادب نہیں رہتا بلکہ اس کی بے ادبی جنگل کی آگ کی طرح دنیا کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے﴾

راحت اور ٹھنڈک اس جان کو ہے جو ظاہری اور باطنی ادب میں بھی کامل ہے۔ جس گھر میں کلام اللہ ہوتا ہے وہاں انوار الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ رب حاضر ہوتا ہے اور جہاں احادیث نبویہ ہوتی ہیں وہاں سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہوتے ہیں اور جس جگہ اولیاء اللہ کا کلام پڑھا جاتا ہے وہاں اولیاء کی روحیں موجود ہوتی ہیں۔ لہٰذا ہمیشہ ظاہری ادب کا بھی دھیان رکھا جائے۔

حضرت مولانا روم کی زیارت کی فضیلت

حضرت سلطان ولد سے روایت ہے کہ ایک دن میں اپنے والد کے مدرسہ میں مولانا اکمل الدین کی خدمت میں بیٹھا معارف وحقائق بیان کر رہا تھا اچانک حضرت مولانا بھی تشریف لے آئے،

اور مجھ سے فرمانے لگے اے بہاء الدین! مجھ پر بہت زیادہ نظر کر اور میرے چہرے کو خوب دیکھ۔ میں نے عرض کیا کہ کیا قیامت کے دن بھی ہمیں آپ کا دیدار نصیب ہوگا؟ فرمانے لگے خدا کی قسم! تمام علمائے عالم اور افرادِ جہان کی بخشش تیرے طفیل ہوگی پھر حضرت مولانا روم نے فرمایا ''**کہ جس کسی نے مجھے دیکھا وہ ہرگز دوزخ میں نہ جائے گا**''

صحبت شیخ

ایک دن حضرت مولانا روم نے اپنے تمام خدام کو وصیت فرمائی کہ جہاں تک ہوسکے اپنے شیخ کی صحبت سے جدا نہیں ہونا چاہئے۔ اگر شیخ کی صحبت میسر نہ ہو تو ان کے احباب کی صحبت واجب ہے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو شیخ کے کلام کی صحبت سب سے بہتر ہے اور یہ بھی میسر نہ آئے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح تضرع اور گریہ وزاری کے ساتھ شیخ کے سایہ کو طلب کرے۔

کلمات اسرار و رموز

ایک دن حضرت مولانا قدس سرہ سے کسی بزرگ نے سوال کیا کہ شب معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ذات باری کے درمیان کیا معاملہ ہوا؟ حضرت مولانا نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے 70 ہزار کلماتِ اسرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہے اور حکم دیا کہ اس میں سے 35 ہزار اسرار آپ اپنے صحابہ کرام میں سے جسے چاہیں عطا فرمادیں مگر باقی اسرار پوشیدہ رکھیں اور ظاہر نہ فرمائیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض اسرار صحابہ اکرام سے بیان فرمائے اور 10 ہزار کے قریب اسرار حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کئے اور باقی اسرار پردۂ غیب الغیب میں پوشیدہ رکھے۔

بانسری کے اسرار

ایک روز حضرت مولانا جلال الدین رومی نے بانسری کے اسرار کی شرح بیان کرتے ہوئے فرمایا، کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ اسرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلوت میں عطا فرمائے اور وصیت فرمائی کہ یہ اسرار کسی نامحرم سے بیان نہ کرنا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے 40 روز تک تو

ان اسرار کو برداشت کیا مگر بالآخر بے قرار ہو گئے اور آخر کار بے خود ہو کر صحرا کی جانب نکل گئے۔ وہاں ایک گہرا کنواں ملا، آپ رضی اللہ عنہ نے کنویں میں منہ جھکا کر ایک ایک کر کے تمام اسرار بیان کرنا شروع کر دیئے۔ شدتِ مستی کے عالم میں دہن مبارک سے لعاب نکل نکل کر کنویں میں گرنے لگا اور آپ نے تمام اسرار اس کنویں میں بیان کر دیئے جس کے بعد آپ کو کچھ تسکین ہوئی۔ چند دنوں کے بعد اس کنویں سے بانسری کا درخت نکل آیا اور بہت تیزی سے بڑھ گیا۔ اتفاقاً ایک صاحب دل چرواہا اس کنویں کے قریب سے گزر رہا تھا تو اس نے بانس کے اس درخت کو کاٹ کر ایک بانسری بنالی اور رات دن اس کو عاشقوں کی طرح بجاتا اور بکریاں چراتا، یہاں تک کہ اس کی ''بانسری نوازی'' عرب میں دور دور تک مشہور ہوگئی۔ ہر خاص و عام اس چرواہے سے بانسری سنتے اور لذت و سرور حاصل کرتے۔ حتیٰ کہ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس چرواہے کو بلوایا اور بانسری بجانے کیلئے کہا۔ اس چرواہے نے بانسری بجانی شروع کر دی جس کی وجہ سے صحابۂ کرام شدتِ ذوق سے بے خود ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بانسری کی اس پُر سوز و پُر درد آواز میں ان اسرار کی شرح ظاہر ہو رہی ہے جو میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلوت میں بیان کئے تھے۔

بانسری کے یہ اسرار و رموز بیان کرنے کے بعد حضرت مولانا روم نے بانسری کے بارے میں چند اشعار پڑھے جن کا مختصر ترجمہ کچھ اس طرح سے ہے۔

﴿افسوس کہ میں تیرے درد سے واقف نہیں ہوں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرح کنویں کے پیندے میں آہ وزاری کرتا ہوں، جب کنویں میں پانی بھر آیا تو اوپر والے حصے میں ایک نرم بانس اُگ آیا، جس کو اسے بانسری کی صورت میں لایا گیا تو وہ بانس رو کر کہنے لگا کہ میرا جرم کھل گیا ہے اے بانسری! بس کر دے ہم تیرے بھید سے بے خبر ہیں﴾

حضرت مولانا روم کی مثنوی مقدس کی ابتداء بھی بانسری کے ہی اسرار و رموز سے شروع ہوتی ہے۔

حضرت مولانا روم کی بلی کا کشف

صاحب مناقب العارفین تحریر کرتے ہیں کہ قبل از وصال حضرت مولانا جلال الدین رومی سیر فرمایا کرتے، نعرے مارتے اور آہیں بھرا کرتے تھے۔ گھر میں ایک پالتو بلی تھی جو حضرت مولانا کے سامنے رونے کی آوازیں نکالتی اور خوب چلاتی۔ ایک دن حضرت مولانا اس کی یہ حالتِ زار دیکھ کر مسکرائے اور حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ غریب بلی کیا کہتی ہے؟ سب نے جواب دیا حضرت ہمیں کیا معلوم؟ آپ نے فرمایا وہ کہتی ہے کہ ''حضرت مولانا تم تو خیریت سے عالم بالا اور اپنے اصلی وطن کو روانہ ہونے والے ہو، میں بیچاری کیا کروں گی؟'' سب خدام آپ کے اس ارشادِ مبارک سے رونے لگے اور کچھ بے ہوش ہو گئے چنانچہ حضرت مولانا روم کے وصال کے بعد اس بلی نے سات روز تک نہ کچھ کھایا پیا اور ساتویں دن مر گئی۔ حضرت مولانا کی صاحبزادی ملکہ خاتون نے اس کو کفن میں لپیٹ کر حضرت مولانا روم کے مزار کے قریب دفن کر دیا۔

حضرت مولانا روم کی شیخ صدر الدین قونوی کو مبارکباد

حضرت حسام الدین چلپی روایت کرتے ہیں کہ ایک دن شیخ صدر الدین قونوی علماء اور درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت مولانا روم کی عیادت کو تشریف لائے۔ حضرت مولانا کی شدید علالت کو دیکھ کر بہت ملول اور انتہائی پریشان ہوئے اور فرمانے لگے شِفَاکَ اللّٰہُ شِفَاءً عَاجِلًا ﴿اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو جلد شفاء عطا فرمائے﴾ حضرت مولانا روم نے جب یہ کلمۂ مبارک سنا تو فرمانے لگے کہ اب شفاء تمہیں مبارک ہو۔ عاشق اور معشوق کے درمیان صرف ایک پردہ رہ گیا ہے، آپ کو پسند نہیں کہ وہ پردہ بھی اٹھ جائے اور نور نور میں مل جائے، اور یہ شعر پڑھا۔

من شدم عریان زتن او از خیال
می خرامم در نہایات الوصال

﴿میں جسم کو کھو بیٹھا ہوں اور جسم خیال کو کھو بیٹھا ہے مگر میں انتہائی قربتوں میں چہل قدمی کرتا ہوں﴾

شیخ صدر الدین قونوی اپنے ساتھیوں سمیت روتے ہوئے وہاں سے رخصت ہوئے، اس

کے بعد حضرت مولانا روم نے یہ غزل شروع کی اور سب خادم کپڑے پھاڑتے تھے اور فریاد کرتے تھے

چہ دانی تو کہ درباطن چہ شاہے ہمنشین دارم
رخ زرین من منگر کہ پائے آہنین دارم

﴿تجھے کیا پتہ ہے کہ میرے اندر کس بادشاہ کا پڑوس واقع ہے،
میرا زرد چہرہ ہی نہ دیکھ، میرے پاؤں فولادی ہیں﴾

علالت مولانا روم اور زلزلہ

حضرت مولانا روم کی علالت کے دوران قونیہ شہر میں مسلسل سات روز تک زلزلہ آتا رہا۔ بہت سے مکانات اور باغوں کی دیواریں تک گرگئیں۔ ساتویں روز کے بعد حضرت مولانا کے خدام نے اللہ تعالیٰ سے امداد مانگی اور دعا کی درخواست کی۔ جس پر حضرت مولانا روم نے فرمایا بیچاری زمین تر نوالہ مانگتی ہے، اس کو دے دینا چاہئے۔

حضرت مولانا روم کی وصیت

قبل از وصال حضرت مولانا روم نے اپنے احباب کو نہایت جامع و کامل وصیت فرمائی جس کا ترجمہ کچھ اس طرح سے ہے۔

﴿میں تمہیں ظاہر و باطن میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، کھانا کم کھانے، کم بولنے اور گناہ اور برائیاں چھوڑنے اور روزوں پر مداومت اور ہمیشہ قیام کرنے اور شہوات کو ہمیشہ کیلئے چھوڑنے اور پوری مخلوق کی طرف سے ظلم و جفا کو برداشت کرنے اور بیوقوفوں اور عوام کی مجالس کو چھوڑ دینے اور صالحین اور نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں، بے شک سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے اور اچھا کلام وہ ہے جو مختصر اور دلائل پر مبنی ہو﴾۔

سجادہ نشین کی تقرری

روایت ہے کہ دورانِ علالت صبح و شام آئمۂ شہر، شیوخ، مریدین اور ہر طبقہ کے لوگ حضرت مولانا روم کی خدمت میں حاضری دیتے اور آپ کی جدائی کے صدمے سے روتے اور گریہ و زاری کرتے۔ ایک روز حضرت مولانا روم سے سوال کیا گیا کہ آپ کے بعد آپ کی خلافت کے قابل کون ہے؟ اور کس کو آپ نے اپنا سجادہ نشین منتخب کیا ہے؟ حضرت مولانا روم نے فرمایا ہمارا خلیفہ و سجادہ نشین حسام الدین چلپی ہے۔ تین بار یہی سوال دہرایا گیا اور تین بار آپ نے یہی جواب عنایت فرمایا۔ چوتھی بار عرض کیا گیا کہ حضرت! سلطان ولد آپ کے صاحبزادے ہیں ان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ وہ خود پہلوان ہے اس لئے اسے وصیت کی ضرورت نہیں۔

وصال حضرت مولانا روم

حضرت حسام الدین چلپی ارشاد فرماتے ہیں کہ وصال کے دن حضرت مولانا روم میری گود میں آرام فرما تھے کہ اچانک ایک نہایت خوبصورت آدمی وہاں آیا۔ اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر میں بے ہوش ہو گیا۔ حضرت مولانا خود اٹھے اس کا استقبال کیا۔ کچھ دیر بعد جب مجھے ہوش آیا تو فوراً میں نے اس نوجوان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اور یہاں کیوں آئے ہو؟ اس نے جواب دیا میں عزرائیل ہوں، اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے آیا ہوں کہ جو کچھ حضرت مولانا حکم دیں اس کی تعمیل کروں۔ اس وقت حضرت مولانا روم کی زبانِ مبارک پر یہ کلمات جاری تھے۔

پیشتر آ پیشتر اے جانِ من
پیکِ بابِ حضرتِ سلطانِ من

﴿اے پیارے! جلدی آ جاؤ، آپ تو میرے بادشاہ کی کچہری کے دربان ہو﴾

پھر آپ نے فرمایا کہ طشت میں پانی بھر کے لاؤ، بار بار اس طشت میں سے پانی لے کر اپنے سینہ، چہرہ اور پیشانی پر ملتے اور یہ شعر پڑھا۔

گر مؤمنی و شیرین هم مؤمن است مردن
در کافری و تلخی هم کافرست مردن

﴿اگر تو مؤمن ہے تو تیری موت کا ذائقہ میٹھا ہے اور اگر تو کافر ہے تو تیری موت کا ذائقہ کڑوا ہے﴾

پھر فرمایا کہ میرے احباب تو مجھے اس طرح کھینچتے ہیں اور حضرت شمس الدین تبریزی اس طرف بلا رہے ہیں، اس لئے اس طرف جانا ہی ضروری اور بہتر ہے۔

حضرت حسام الدین چلپی نے جرأت کرتے ہوئے پوچھا کہ حضرت! آپ کے جنازے کی نماز کون پڑھائے گا؟ فرمایا شیخ صدر الدین قونوی، یہ وصیتیں فرماتے ہوئے یہ آفتابِ عالم مؤرخہ 5 جمادی الثانی 672ھ 68 سال کی عمر میں مغرب کے وقت اس دنیا فانی کو الوداع کہہ گئے۔

رات کو تجہیز و تکفین کا سامان تیار کیا گیا۔ صبح جب جنازہ اٹھا تو جنازہ میں شرکت کیلئے پورا شہر امڈ آیا۔ ہر طبقے اور ہر فرقے کے لوگ جنازے کے ہمراہ تھے۔ لوگ چیخیں مارتے اور گریہ وزاری کرتے۔ حتیٰ کہ عیسائی اور یہودی بھی جنازے کے ساتھ تھے جو تورات اور انجیل کی تلاوت میں مصروف تھے اور نوحہ خوانی بھی کرتے۔ بادشاہِ وقت سلطانِ اسلام خود جنازے کے ہمراہ تھے۔ جنازے کے آگے خوش الحان قاری اور حفاظ کرام تلاوت کرتے جاتے۔ مؤذن حضرات تکبیر و تحلیل میں مصروف تھے۔ قوال حضرات حضرت مولانا روم کے مرثیے پڑھتے جاتے۔ نقاروں اور نفیری (شہنائی) کی آوازوں سے ایک ہنگامۂ قیامت تھا۔ راستہ میں شدتِ ہجوم کی وجہ سے کئی مرتبہ تابوت کو بدلا گیا۔ اس کے تختے توڑ کر تبرک کے طور پر تقسیم کئے گئے۔ جنازہ مزار شریف تک پہنچتے پہنچتے رات ہو گئی۔ شیخ صدر الدین قونوی نمازِ جنازہ پڑھانے کیلئے کھڑے ہوئے تو چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد نمازِ جنازہ پڑھائی گئی۔ مولانا صدر الدین قونوی روتے ہوئے واپس آئے، بعد میں چند بزرگوں نے ان سے دریافت کیا کہ نمازِ جنازہ کے وقت کیا معاملہ تھا؟ تو فرمانے لگے کہ میں جب نمازِ جنازہ کیلئے آگے بڑھا تو دیکھا کہ بہت سے فرشتے حضرت مولانا روم کی زیارت اور نماز میں مشغول تھے۔ آسمان کے کل فرشتوں کا لباس ماتمی تھا اور وہ رو رہے تھے اور روحِ حضرت محمد مصطفی ﷺ متمثل اور متجسد ہو کر زیارت اور نماز میں مصروف تھی۔

شیخ الاسلام حضرت صدر الدین قونوی، شہر کے تمام بزرگوں کے ہمراہ 40 دن تک متواتر حضرت مولانا روم کے مزار مبارک پر حاضری دیتے رہے۔ حضرت مولانا روم کے چہلم مبارک تک بادشاہِ وقت اور وزراء نے سوگ منایا۔ امراء اور فقراء روزانہ عرس منعقد کرتے۔ ایک رات معین الدین پروانہ کے ہاں عرس منعقد تھا۔ امیر بدر الدین نے سماع اور وجد کی حالت میں ایک پُر درد رباعی پڑھی جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

﴿وہ بھی بھلا کوئی آنکھ ہے جو تیرے غم میں نمناک نہ ہو اور وہ بھی کوئی گریبان ہے جو تیرے ماتم میں تار تار نہ ہو، تیری ذات کی قسم کہ روئے زمین میں تجھ جیسا خاک کے شکم میں نہیں گیا ہوگا﴾

انہی ایام میں ایک درویش بزرگ حضرت مولانا روم کے غم میں یہ رباعی پڑھتے اور رو رو کر بے حال ہو جایا کرتے۔

اے خاک ز دردِ دل نمی آرم گفت
کامروزِ اجل در توچہ گوہر بہ نهفت
دامِ دل عالمے فتادت در دام
دلبند خلائق در آغوش تو خفت

﴿اے مٹی! دلی دکھ کی وجہ سے مجھ میں کہنے کی ہمت بھی باقی نہیں ہے، آج کے دن موت نے تجھ میں کتنا عجیب موتی چھپا دیا ہے، جس نے دنیا کو اپنا اسرار بنا رکھا تھا، تو نے اسے اپنے جال میں پھنسا لیا ہے اور اب رب مخلوق کا دلبر جانی تیرے پہلو میں سو گیا ہے﴾

صورت از بے صورتی آمد بیرون
باز شد انا الیہ راجعون

اور کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ سرزمینِ روم کو ایک منفرد فخر و اعزاز حاصل ہے کہ اس میں ایک آفتابِ وحدت رونق افروز ہے۔

سر زمینِ روم را یک فخر ہست
کاندرین یک آفتابِ وحدت است

گلدستۂ عقیدت

اللّٰہ مُفَتِّحُ الْاَبْوَاب

اَللّٰهُ مُفَتِّحُ الْاَبْوَابُ

یا حضرتِ مولانا

اَللّٰهُ مُفَتِّحُ الْاَبْوَابُ
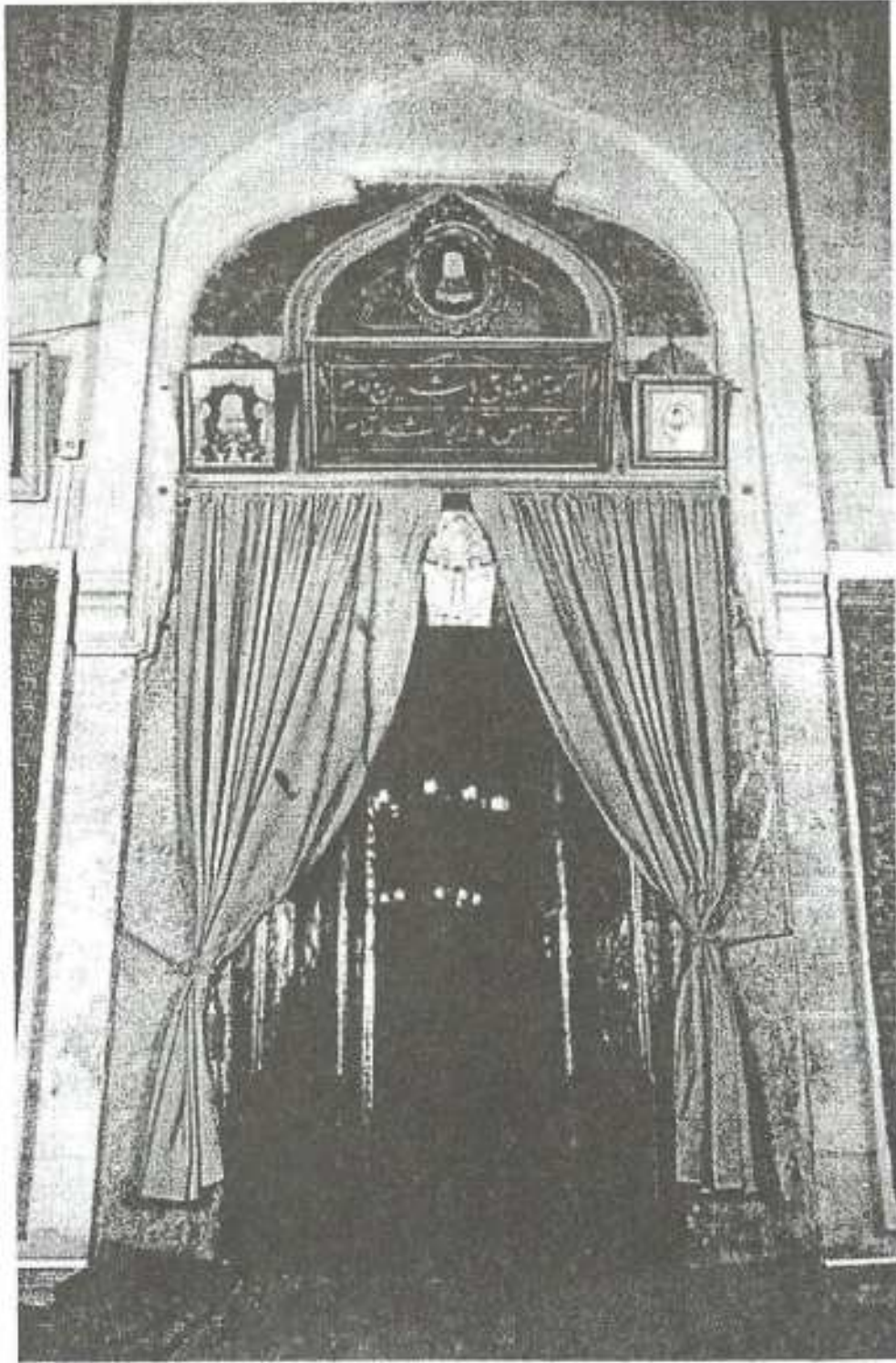
مرکزی دروازہ حضرت مولانا روم رضی اللہ تعالیٰ
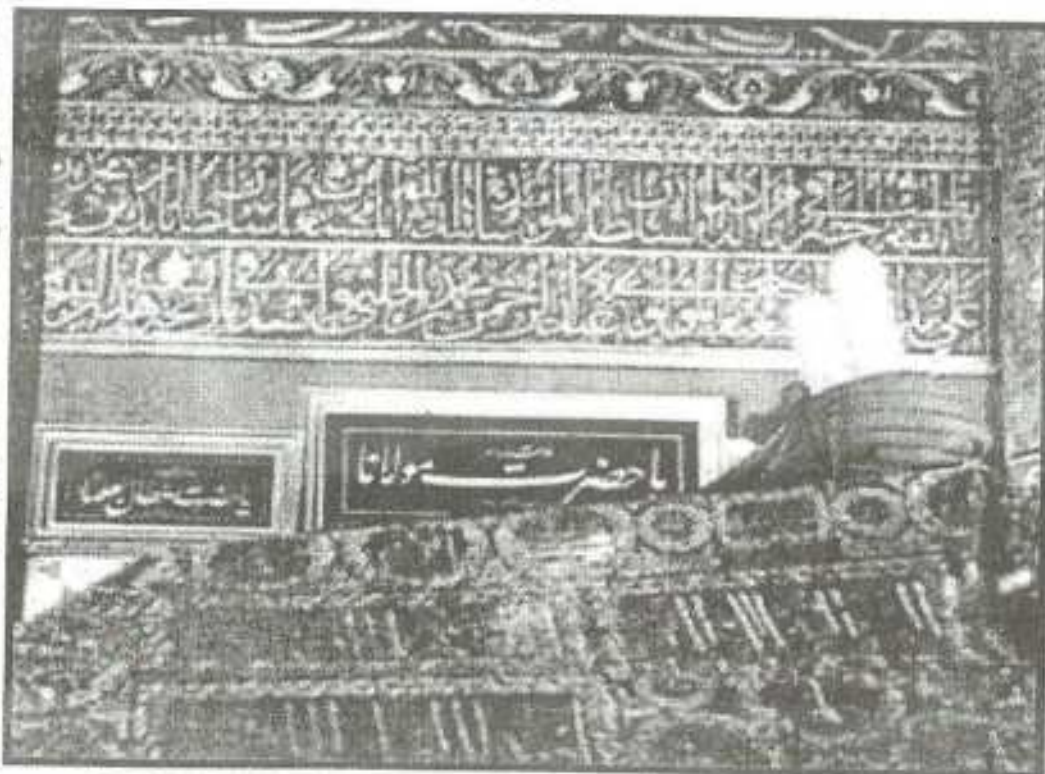
یک طوافِ مرقدِ سُلطانِ مولانائے ما
ہفت ہزار و ہفت صد و ہفتاد حجِ اکبر است

نطق حضرت سلطان ولد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رقصِ مولوی

پیغامات
تأثرات
منظومات
قطعات

قونیہ شریف میں سلسلۂ مولویہ کے
شیخ نادر کا کتاب ہذا پر
مبارک باد کا پیغام

Dergah
Konya, Turkey
September 3, 2006

Selamun Aleykum
Dear Iftakhar Ahmad

We are well, thanks for best wishes, I presented your Salam to Hz. Mevlana and Prayed for you.

I heartily congratulate you on your new book about Hz. Mevlana. Regard from Dervishes.

Best Wishes

Nadir Karnibuyuk

اَللّٰہُ مُفَتِّحُ الْاَبْوَابُ

رقصِ مولوی

قونیہ شریف میں سلسلہ مولویہ کے شیخ نادر

(آٹوگراف 22 جولائی 2004ء)

به اِفتخار احمد حافظ:

سفارتانِ بقونیه و بتُربت خانهٔ حضرتِ مولانا جلال الدّین مُبارك بَاد!

بر گورِ من آن کاو گذرد، مست شود
ور ایست کند، تا به ابد مست شود
در بحر رود، بحر و عمد مست شود
در خاك رود، گور و لحد مست شود

- ☆ The one who passes by my tomb will become drunk*.
- ☆ And if he stops there, he will become drunk forever.
- ☆ If he goes to the ocean, the ocean and ships' masts will become drunk,
- ☆ And if he goes into the earth, his grave and burial niche will become drunk.

Hazrat-e-Mawlana's Robai No. 791, translated by Dr. Ibrahim Gamard and Dr. Ravan Farhadi from "The Quatrains of Rumi" an unpublished manuscript containing the complete translation of the Robaiyat from Mawlana's Divan-e-Kabir. The above translation is a gift to Iftakhar Ahmad Hafiz Qadri of Rawalpindi Pakistan for the book he is writing about his visit in July 2004 to Konya, Turkey and the holy tomb of the blessed saint of God, Hazrat-e-Mawlana Jalaluddin Balkhi Rumi, and in happiness that he met our dear Maulevi brothers in Turkey: Shaykh Nadi Karmbuyukler of Konya and Hazrat-e- Maqam-e- Chelepi, Faruq Chelepi of Istanbul.

Ibrahim Ghamarad

* Word "Drunk" indicates that the said person will come in to the spiritual influence of Hazrat Mawlana.

سفرِ قونیہ شریف کے دوران اپنے مترجم نوجوان طالب علم یونس ازدمیر کے تاثرات

It was more than 2 years ago that I visited Mawlana Jalal'ud-deen Roumi with the help of 2 Pakistani brothers (Iftakhar Ahmad Hafiz Qadri & Muhammad Nawaz Adil) whome I have never met before. Everything before, after and during journey was exceptionally beautiful.

Our journey to Konya and to Hazarat Mawlana began, I am thankful to Allah that I had finally visited one of the greatest Islamic figures (Hazarat Mawlana) with the help of my brothers from Pakistan, the help came from thousands of miles away, this is where I learned what passion, patience, sincerity, love, acceptance, joy and peace means. Everyday we have been to Konya, was not passing by without a visit to Hazarat Mawlana. It was like a small branch of Kaaba because you were able to see people of different ethinicities, colours and religions. Everyday was peaceful. I had the chance to be in Dargah Hazarat Mawlana along with my brothers with an exceptional offer for more than an hour, I cannot explain the feelings that I had then, being next to such an exceptional personality. What I know is sincerity knows no boundary and a pure heart gets its reward sooner than expected...

Assalamu Aleykum

Muhammad Younas Uzdameer

قونیه نامه

به مناسبت چاپ و نشر کتاب مستطاب "بارگاہ پیرِ رومی" در قونیه
و دربارۂ سفرِ آقای افتخار احمد حافظ قادری قونیوی

مشهدِ لطف و صفا شد قونیه — مرکزِ عشقِ خدا شد قونیه
یکه تازِ دشت معنی پیرِ روم — مثنوی گوی نوا شد قونیه
سروِ نازِ باغِ عرفان و جمال — عشقِ رومی آشنا شد قونیه
روشنی در شهر و در کویش بود — مشعل روشن نما شد قونیه
آن که دارد عشقِ مولانا به دل — در سفر ها رهنما شد قونیه
شو سفر کن سوی مولانا ببین — چشمِ دل از او بہ ماشد قونیه
می بنوش از جامِ عشقِ مولوی — گلشنِ عینُ البقا شد قونیه
سرزمینِ مولویه چون بهشت — جنتِ ارض و سماشد قونیه
افتخار احمد شده عاشق به آن — از برایش دلربا شد قونیه
می رسد نورِ خدا بر قلب و جان — سنتِ اسلام ماشد قونیه
نی نوازان و سخن گویان آن — حاملِ عهد و وفا شد قونیه
عشق لیلیٰ راه پرخون آمده — قصۂ مجنونِ ما شد قونیه
بارگاه حضرت مولای روم — مقصدِ صدق و صفا شد قونیه
مسجد و درگاه و گورستان آن — جان و دل را پربها شد قونیه

نی نوازی می کند در شهرِ عشق	بلبلِ شورونوا شد قونیه
عشقِ مولانا رسد بر آسمان	آن زمینِ نینوا شد قونیه
باغِ گل پُر گل شده از مثنوی	بوی خوش در جانِ ما شد قونیه
مدفنِ مولای روم و لنگرش	گوهرِ دُرجِ سخا شد قونیه
خاکِ پاکِ قونیه شد روشنی	چشمِ ما را توتیا شد قونیه
مردمانِ قونیه مهمان نواز	میزبان خوش ادا شد قونیه
زایر درگاہ مولانا شدیم	شمس تبریز التجا شد قونیه
در نماز و در دعا ورد زبان	خوش زیارت گاه ما شد قونیه
آیتِ قرآن و آوازِ حبیبؐ	هر مَلَک را هم صدا شد قونیه
صدر الدینِ قونیوی پیکِ وفا	گوییا کبک و هما شد قونیه
هر کتب خانه برد میراثِ عشق	خط مولانا نُما شد قونیه
قونیه باشد مقامِ عاشقان	بحث و فحصِ اولیا شد قونیه
گفت و گوها، جُست و جوها، رفت ورو	عشق و تسلیم و رضا شد قونیه
نی نوا در کوچه های قونیه	در سماعِ نی فدا شد قونیه
کوچه ها و خانه ها دارد صدا	ملک و باغ او صبا شد قونیه
گرچه ترکی شد زبانِ مردمان	فارسی را رهگشا شد قونیه
پهلوی باشد زبانِ فارسی	مثنویِ فارسی سُرا شد قونیه

تازی و اردو و پنجابی یقین	حضرت اقبال ما شد قونیه
مصطفیٰ و مرتضیٰ و مجتبیٰ	قُبهٔ "صلِّ علیٰ" شد قونیه
کوشش و جوشش بود در مردمان	جشن نوروزی به پا شد قونیه
سبزه و گل در بهارِ عاشقی	باغ و بستان آوا شد قونیه
نبضِ هر بیمارِ عشقِ مولوی	گوییا دار الشفا شد قونیه
چون به گورستان آن داری گذر	مغفرت را راستا شد قونیه
مرکزِ تحقیقِ مولانا یقین	چاپ و نشرِ پر بها شد قونیه
ترک و ایرانی و پاکستانیان	مثنوی را ارتقا شد قونیه
افتخار احمد ز پاکستان زمین	سجده گاهش اتکا شد قونیه
گردشِ بازار و شهر و کوچه ها	مهربان و خوش ادا شد قونیه
هر کجا از قونیه باغِ بهشت	دلبرِ شیرینِ ما شد قونیه
دیده ام من بارگاه مولوی	خوشهٔ سلم و صفا شد قونیه
گنبد سبز و منارش دلربا	موزهٔ مهر و وفا شد قونیه
بر مزارِ حضرتِ مولای روم	جسم و جان و سر، فدا شد قونیه
اے خدای پاک و بی انبارِ ما	بر دل و بر قلب ما شد قونیه
تربت مولای روم قونیه	جان و روحِ این "رها" شد قونیه

ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہاؔ

۳۰ رجب ۱۴۲۷ هجری

مثنوی نامه

گلشنِ نور و ادب شد مثنوی — پیکرِ لطف و طرب شد مثنوی
در سماعِ مثنوی رقصان همه — وجد و حالِ عارفانِ طوفان همه
جامی آورده کلامِ آتشین — وصف کرده مثنوی را این چنین:
"مثنوی معنوی مولوی — هست قرآن در زبانِ پهلوی
نردبانِ آسمان است این کلام — هر که خواند بر شود از آن به بام"
هند و پاکستان و شام و ترکیه — مصر و ایرانِ دیارِ قونیه
مثنوی خورشید رخشانِ جهان — مردمانِ در گردِ آن آستارگان
این همه خدمتگزارِ مثنوی — سالکانِ جان نثارِ مثنوی

حضرت مولانا جلال الدین رومی

بارگاه حضرت مولای روم — قدس اقدس را شده شمس العلوم
ما جلال الدین محمد را خدوم — روشنی بخشد جهول و هم ظلوم
آن بهاء الدین حسینِ پاک دل — شد خطیبِ خوش ادا در ملکِ دل
والد آمد پیرِ رومی را یقین — سجدهٔ من بر مزارش با جبین
شمس تبریزی حبیبِ پیرِ روم — او بود خورشید و گرد او نجوم
شمس تبریزی امیرِ کاروان — همره و همراز او مولا روان
گشته دیوانِ کبیرش جامِ جان — سالکان نوشان همه روز و شبان
جامِ شعر مولوی ماء معین — عاشقان نوشان، کهین و هم مهین
مولوی باشد جلال الدین به نام — او محمد باشد و پیرِ تمام
والدِ او روشنی بخشِ جهان — دامنِ مادر بود مهد امان
زاده شد در شش صد و چار آن ادیب — در طریق عشق و عقل آمد طبیب
چون تولد یافت پیرِ عاشقان — گشته "مفتاحِ دعا" تاریخ آن (۶۰۴ھ ق)
"چشمهٔ نور" او ولادت آمده (۶۰۴ھ ق) — گوییا گنجِ سعادت آمده

شصت و هشت سال زندگی کرد پیرِ روم — جمله آثارش همه شمس العلوم
"یا مجید" و "بوی گل" شد عمر او (68سال، 68سال) — "ساجد" و "محبوبی" الفاظ نکو (68سال، 68سال)
سالِ فوتِ مولوی "شرعِ مبین" (672ھ ق) — شافع او "رحمة للعالمین" (672ھ ق)

حضرت صلاح الدین زرکوب

آن صلاح الدین زرکوبِ سخن | شهسوارِ مثنوی در علم و فن

پاک دل گویندهٔ شیرین زبان | مولوی را در حقیقت ترجمان

گر بجویی نام زرکوب ادب | مثنوی دارد نوایش با طرب

حضرت حسام الدین چلپی

اے حسام الدین کجایی، ده جواب | رهنمای مثنوی در پیچ و تاب

کاشفِ علم حقایق آمدی | گل به گلزارِ شقایق آمدی

اے حسام الدین ادیبِ نکته سنج | در زمین، عاشقی هستی تو گنج

حضرت سید برهان الدین ترمذی

سید برهانِ دینِ ترمذی | او محقق آمد و گشته وصی

هر هجا نامش بود وردِ زبان | کوششِ او مثنوی را مستعان

در محبت سالک راه اید | بر زبانش قل هو الله احد

حضرت فاروقِ همدم ذوفنون | گشته سجاده نشین و رهنمون

پوست نشینِ مولوی معنوی | جمله ارشادات او چون مولوی

رهنما و رهگشای سالکان | بارگاه مولوی را عاشقان

مردمانِ برگرد او حلقه زنان | در سماع مولویه جان فشان

وجد و حال مولویه رقصشان | پای کوبی جلوهٔ فرهنگشان

نی نوازی های آنان دلربا | دست افشانی آنان دلگشا

حکمت و عقل و شعورِ مولوی | می دهد درسِ ظهورِ معنوی

قصه های دل نشینِ مثنوی | سنت و حرف متینِ مثنوی

آمده قرآنِ حق در مثنوی | آیتِ "ربُّ الفلق" در مثنوی

پیرِ رومی، پیرِ اقبال آمده | مثنوی تدبیرِ اقبال آمده

داستان پیرِ چنگی دلفروز | گوید ای عاشق به عشقِ خود بسوز

درسِ عرفان و محبت بایدت | کشف محجوب حقیقت شایدت

آیتِ لطف و صفای مولوه، | نشأت جود و سخای مولوی

در سخن دارد مقامِ دلبری
در نصایح می کند او رهبری

شاهدِ اشعار او قرآن بود
نعمتِ کردار او ایمان بود

هر سخن از او به دل آید همی
با محبت هم نشین و همدمی

ای که هستی عاشق اشعار او
پند و انداز و نصیحت کار او

خلقِ نیک و کار نیک او بگیر
عاشقان را او دهد تخت و سریر

از حدیث مصطفیٰؐ در مثنوی
می شود روح و دل و جان معنوی

از کلام اولیاء و اوصیا
روشنی بخشد گدا و پادشا

دیده و دل را کنند روشن چراغ
آورد در جان مانِ راغ و ایاغ

از صحابه گفت و گوهای کند
قصه های عشق آنها می کند

از خلافت داستان گوید جلی
عمرؓ و عثمانؓ و بوبکرؓ و علیؓ

از کنز و شاه وزرگر گفت و گو
در طریق حق کند او جست و جو

حکمت و شاه و وزیر او یقین
عاقبت باشد نشانِ متقین

روح ما شد نی نوازِ مثنوی
عشقِ ما شد جانگدازِ مثنوی

آن که دارو روح پاک و جان پاک
می زند نعره که رفتم در مغاک

زندگی باشد مفاکِ دنیوی
جاودان باشد ستاکِ اخروی

شرح و تفسیرِ کلام پاکِ حق
آورد در جانِ تو نورِ شفق

جمله تمثیلاتِ مولانای روم
بر گرفته از خصوصی و از عموم

مضرب امثال او پندِ ادب
بر دل و جان می نشیند چون رُطب

داستانِ آن شبانِ پاک دل
کرده موسیٰؑ راه ز کارِ خود خجل

ذاتِ پاکِ ذوالجلال داده ندا
تو چرا کردی شبان از ما جدا

گوهر درج صفا شد مثنوی
دلبر ناز و ادا شد مثنوی

ای که داری روح پاک پیرِ روم
"چشمهٔ نور" خدا شد در علوم

روضهٔ رضوان ما شد مثنوی
هم سخا و هم عطا شد مثنوی

خلق نیک و کار نیک و فکر نیک
درسه گفتار آمده کردار نیک

خام بدن، هم پختن، هم سوختن
این سه باشد در ادب افروختن

این بود میراث مکتوبِ کهن
جمله گشته مثنوی را انجمن

انجمن آرای ماشد مثنوی ‌‌ ‌ آتش دل های ماشد مثنوی

درجرا آمد کلام پاک وطیب ‌ ‌ ‌ "اقراء باسم ربک" آمد بر حبیبؐ

ما "الم نشرح لک" آورده ایم ‌ ‌ ‌ ای حبیبؐ با "صدرک" پیوسته ایم

مثنوی تفسیر قرآن می کند ‌ ‌ ‌ بادل و جان عهد و پیمان می کند

چار قل پیوستهٔ این مثنوی ‌ ‌ ‌ چار قل گلدستهٔ این مثنوی

حمد اللہ آمده قرآن حق ‌ ‌ ‌ سورهٔ نورِ خدا "ربُّ الفلق"

نعتِ پاکِ مصطفیؐ در مثنوی ‌ ‌ ‌ گشته نور اصطفا در مثنوی

مدح اصحابِ رسول مؤمنین ‌ ‌ ‌ روشنی بخش جهانِ مُسلمین

از علیؓ و یا علیؓ گوید سخن ‌ ‌ ‌ چون علیؓ دشمن شکن، خیبر شکن

اولیا و اصفیا را عاشق است ‌ ‌ ‌ بر کلام و علم آنان شایق است

پند و اندرز جلال الدینِ روم ‌ ‌ ‌ روشنی بخشندهٔ ماه و نجوم

مسلم و هندو، مسیحی و یهود ‌ ‌ ‌ پیروانِ پیرِ رومی هر چه بود

جملگی گویای نامِ مثنوی ‌ ‌ ‌ بر زبان و دل کلامِ مثنوی

این بود تاثیر مولانا یقین ‌ ‌ ‌ بر وجودِ و روح کلِّ مؤمنین

بشنو اینک از دیگر آثار او ‌ ‌ ‌ تا شوی پیوستهٔ گفتار او

"فیه مافیه" از گلستانِ بهار ‌ ‌ ‌ مکتب مولای رومی را شعار

هر که خواند این کتابِ معتبر ‌ ‌ ‌ می شود از علم و عرفان با خبر

کل مکتوباتِ مولانا یقین ‌ ‌ ‌ آینه باشد برای مسلمین

جمله یاران و تلامیذِ سخن ‌ ‌ ‌ خوشه چینان محبت در چمن

گشته دیوان کبیر مولوی ‌ ‌ ‌ شمس تبریز دبیرِ مولوی

هر غزل از او دهد جان و توان ‌ ‌ ‌ ناقصان و کاملان را نور جان

شور و حال و جوش و شوق و ذوق آن ‌ ‌ ‌ در نوا جُد آورد پیر و جوان

در سماعِ هر غزل نور آمده ‌ ‌ ‌ در وجود و روح ما شور آمده

در ترنم این "رها" گویان همی ‌ ‌ ‌ وجد و حال مولوی جویان همی

ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی "رھا"

سفر نامۂ افتخار احمد حافظ قادری

به مناسبت چاپ و نشر کتاب مستطاب و تصنیف عزیز الوجود
سفر نامۂ بارگاہ پیرِ رومی تصنیفِ آقای حافظ افتخار احمد قادری قونیوی

افتخار احمد سفر کردی به روم ‌‌ ‌‌ ‌‌ گشته ای در این سفر شمس العلوم

افتخار احمد تو ای نورِ بصر ‌‌ ‌‌ ‌‌ مثنوی از تو شده شمس و قمر

افتخار احمد تو ای شیخِ کبیر ‌‌ ‌‌ ‌‌ مثنوی از تو شده شمسِ وزیر

افتخار احمد تو ای عشق و وفا ‌‌ ‌‌ ‌‌ مثنوی از تو شدِ شمسُ الضحیٰ

افتخار احمد تو ای لطف و صفا ‌‌ ‌‌ ‌‌ مثنوی از تو شده نی نامه ها

این کتابِ افتخار احمد یقین ‌‌ ‌‌ ‌‌ آن بود شایستۂ صد آفرین

عکس و تصویرِ زیاراتِ ادب ‌‌ ‌‌ ‌‌ گشته رنگا رنگ و زیبا خوش سلب

یادگارِ عارفانِ قونیه ‌‌ ‌‌ ‌‌ جملگی شد گلفشانِ قونیه

افتخار احمد که باشد قادری ‌‌ ‌‌ ‌‌ مثنوی رامی کند او چاکری

در دلِ او انعکاسِ مثنوی ‌‌ ‌‌ ‌‌ جسم و جانش در مقامِ معنوی

رنج و زحمت بهر او شیرین بود ‌‌ ‌‌ ‌‌ حکمتِ رومی ورا آیین بود

مال و جان در راه مولانا فدا ‌‌ ‌‌ ‌‌ کوشش و جوشش زده نقشِ وفا

معتکف گردیده او در قونیه ‌‌ ‌‌ ‌‌ گفت و گو و جست و جو در قونیه

پیرِ رومی را به دل او دیده است ‌‌ ‌‌ ‌‌ مثنوی خوانی از او بشنیده است

مرحبا ای افتخارِ عارفان ‌‌ ‌‌ ‌‌ مرحبا اے هم سفر در مِلک جان

مرحبا گویندۂ اردو زبان ‌‌ ‌‌ ‌‌ مرحبا کوشندۂ رازِ نهان

تو نوشتی مولوی را شرحِ حال ‌‌ ‌‌ ‌‌ با تصاویر و کلامِ ذ... جلال

وجد و حالِ مولویه در دلت ‌‌ ‌‌ ‌‌ قادری و قونیوی آب و گلت

مرحبا روشنگرِ جان و دلم — حل نمودی در محبت مشکلم

آفریدی بیست کتابِ نازنین — بهترین، بالاترین و برترین

مرحبا ای بلبلِ اردو زبان — فارسی هم بر تو گشته نقشِ جان

عاشقی بر مولوی ای افتخار — پیرِ رومی را تویی عز و وقار

افتخار احمد امیرِ کاروان — می رود راه و طریقِ عارفان

سکه زد نقشِ محبت در جهان — قادری و قونیویِ نکته دان

من شدم گویندهٔ این افتخار — حق شناسِ پیرِ رومی یادگار

دوست دارم مثنوی خوانی کنم — دیدگانِ را گوهر افشانی کنم

فکر و ذکرم مثنوی گویی شده — روح و جانم مولوی جویی شده

عاشقم بر پیرِ رومی هر زمان — نغمه خوانی می کنم روز و شبان

با ترنم مثنوی خوانی کنم — با نوای نی غزل خوانی کنم

جان من با مثنوی گردیده جُفت — دُرِّ الفاظ محبت را بسُفت

مرحبا ای افتخار قونیوی — جان و مالت در طریقِ مولوی

مرحبا ای افتخارِ عاشقان — گشته ای در قونیه گوهر فشان

ناز نازان می روی راه خدا — در طریقِ اولیا و اصفیا

قادری و قونیوی و شاذلی — بازِ اشهب را تو هستی همدلی

آفریدی تو زیاراتِ حبیب — افتخاری تو حلیمی و طبیب

افتخار قادری روحِ روان — دیده ای درگاه سلطان جهان

گنبدِ خضرا زیارت کرده ای — در دلت عشقِ حبیب آورده ای

مکه و غار حرا را دیده ای — غارِ ثور و کعبه را گردیده ای

رفته ای در هر سفر با شوقِ دل — چیده ای گل های شام و رومِ دل

گشته ای بغدادِ عبدالقادری — کربلا و کوفه را خدمتگری

هر کجا آورده ای تصویرِ نیک
واقعاتِ خوب هم تدبیرِ نیک

پاک و پاکیزه نوشتی هر سخن
در قلم آوردی گل های چمن

جمله شش فرزند تو همراه تو
همسرت شهناز تو در راه تو

خدمتِ تو می کند این همسرت
مادر است و اوامین و یاورت

زندگی شیرین بود از بهر تو
خانه و کاشانه شد در شهر تو

نام تو شد شهرۂ اسلامیان
چون که هستی در سخن صدق العیان

ترکیه دارد تو ای افتخار
قونیه دارد صدای افتخار

بشنوید از بارگاہ پیرِ روم
آن بود در قونیه شمس و نجوم

شیخ و شاب از مثنوی دارد نشان
مرد و زن از مثنوی گوهر فشان

هر کجا شعری شده ضربُ المثل
مثنوی را داستان نعمُ البدل

از خدا خواهیم توفیقِ ادب
مثنوی آرد به دلهامان طرب

از محبت مثنوی پر نور شد
پیرِ رومی در جهان منظور شد

افتخار احمد بود ابنِ فقیر
در طریقِ مثنوی روشن ضمیر

والدِاُوهم محمدهم فقیر
در محبت او نشسته بر سریر

"فقر و فخری" شد محمد راهدف
افتخار احمد بود نیکو خلف

حافظ فقیرِ محمد افتخار
در وجودش عزت و عشق ووقار

هم پدر هم مادرش نیکو سیر
یادگار والدین آمد پسر

جنت آمد زیر پای مادران
از حدیث مصطفیؐ هر دم بخوان

هم پدر گردیده "سرتاج" ادب
این بود از قدرت الطاف رب

سایه باشد هر پدر بر خاندان
ظلِّ اللہ شد پدر در این جهان

ای محمد ای فقیرِ پاک دل
تربیت شد افتخار در آب و گِل

سختی و دشواری این روزگار
کودکان، سخته شوند در کاروبار

افتخارِ تو بود از تو نشان	یادگار تو شده گوهر فشان
جنت و طوبی و رضوان بهرِ تو	افتخارِ تو بود در شهر تو
رحمت و غفران حق بر این فقیر	نام تو باشد محمد دلپذیر
حمد و قل، قرآن حق خوانم همی	بو کہ باشم در کنار تو دمی
"مولوی" شد با "محمدؐ" هم عدد	این بود سرِ خداوندِ صمد
۹۲ ۹۲	
حمد معبود افتخار قونیه	گشته مقصود افتخارِ قونیه
بوی یوسف افتخارِ قونیه	خوش بود لطفِ بهارِ قونیه
افتخارِ قونیه اهلِ قلوب	شد قبول توبه از اهلِ ذنوب
گلشن و گل شد نثار قونیه	آبِ نیسان افتخارِ قونیه
افتخارِ قونیه اهلِ قبول	بارگاه مولوی عشقِ رسولؐ
افتخارِ قونیه قدسی مکان	این بود عشق محمدؐ ترجمان
بارگاہ پیرِ رومی باغ شاہ	شد مسیحا نغمه زن در بارگاہ
افتخارِ پیرِ رومی شاہ باغ	شد زمینِ قونیه راغ و ایاغ
حق الله افتخارِ قونیه	نعمتِ الله بهارِ قونیه
گشته هر دم هم نشینِ افتخار	زایرانِ قونیه در نو بهار
بارگاہ پیر رومی راخدوم	بنده ایرانی شدم در شام و روم
من "رها" خدمتگزارِ افتخار	نی نوازی می کنم از بهر یار

ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہاؔ

۸ شعبان المعظم ۱۴۲۷ هجری

اَللّٰہُ مُفَتِّحُ الْاَبْوَابْ

یا حضرتِ مولانا

حضرتِ مولانا رضی اللہ عنہ
و مثنویِ معنوی و قونیۂ مبارک

رفتہ ام من سُویِ خاکِ قُونیہ — دیدہ ام من رُوحِ پاکِ قُونیہ

دل سپُردم در طریقِ مولوی — مثنوی را گشتہ شاہ مولوی

گوہرِ پاکِ خدا جُوی دلم — از نوای مولوی حل شد مُشکلم

ہمرہ و ہمدل ہمیشہ روز و شب — مثنویِ مولوی رادر طلب

جلوۂ روحِ خُدا از مثنوی — گوہرِ پاکِ وفا از مثنوی

"افتخارِ قادری" باشد فقیر
گُلشنِ پاکِ محبت را امیر

العبد العاصی الفقیر مشتاق دیدارِ حضرتِ مولانا رضی اللہ عنہ

افتخار احمد حافظ قادری

مفردات اشعار
افتخارِ قونیه و بارگاه پیرِ رومی

به مناسبت چاپ و نشر کتاب مستطاب ”بارگاه پیرِ رومی“

تصنیفِ عارفِ کامل ابن فقیر محمد
حضرت آقای حافظ افتخار احمد قادری

حمد معبود افتخارِ قونیه پندِ سعید

بوی یوسف، پندِ سعدی، افتخار قونیه

افتخارِ قونیه اهل قلوبِ یمنِ صبح

آبِ نیسان افتخار قونیه مهمان نواز

افتخارِ قونیه اعجازِ دل، اهلِ قبول

بقعۂ قدسی مقامِ افتخارِ قونیه

بارگاہِ پیرِ رومی شد گلستانِ وصال

افتخار قونیه گویندۂ حق الیقین

بارگاہِ پیرِ رومی آمده در آفتاب

عاشقانِ بوستانِ قونیه بلبل زبان

سرورِ عالی مکان، دریا به دریا می رود

افتخارِ قونیه چون گلشن آرایی کند

زینت افزای محل شد افتخارِ قونیه

بارگاہِ پیرِ رومی نغمه خوانِ روز و شب

افتخار احمد بود، جان و دل بنده ”رها“

بارگاہِ پیرِ رومی در جهان باشد **امید**

هر کجا جوشان و کوشان دل بهارِ **قونیه**

حسن و خوبی را کسی هر گز نگوید حرف **قبیح**

پای کوبان، دست افشان، مولویه در **دنیا**

پیرِ رومی نعت گوی حضرتِ پاکِ **رسول**

چشمۂ نورِ محبت، چشمه سارِ **قونیه**

مولویه دست افشان در نیاز و حال و **قال**

بارگاہِ پیرِ رومی آفتابِ علمِ **دین**

حرف حق از آن رسد پیوستۂ کافِ **کتاب**

گفت و گوی مولوی با شمس تبریزی **بیا**

مولویه نغمه خوان با شور و غوغا می **رو**

بارگاہِ پیرِ رومی دانش افزایی **کند**

جلوۂ صبحِ شرف شد گل عذارِ **قونیه**

عاشقان و عارفان در جست وجو در **طلب**

در طریقِ عشقِ حق او مال و جان کرده **فدا**

ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رھؔ

۸ شعبان المعظم ۱۴۲۷ هجری

بہ بارگاہ پیر رومی رضی اللہ عنہ
میں محترمہ فائزہ زہرا میرزا
کا نذرانۂ عقیدت

کاشف کلِّ حقیقت شد بیانِ مولوی — نکته های اهل ایمان در زبانِ مولوی

تاج جمله اهلِ عرفان و طریقت او بود — ذکرِ حال و قال مردم شد نشانِ مولوی

گشته او شیدای شمسِ عهد خود در آسمان — عشقِ شمس الحق بود جان و توانِ مولوی

نالهٔ نی از نیستان و جودش شد عیان — از نفیرش بلبل و گل ترجمانِ مولوی

رازدانِ عشقِ حق الفاظ نابِ مثنوی — هم توکل هم تعهد در روانِ مولوی

هر که خواهد مقصد عرفانِ بجوید در وفا — هم وفا و هم صفا شد آستانِ مولوی

جملگی ای عاشقان از نی نوازان بشنوید — مردمانِ خُرد و کلان از پیروانِ مولوی

خاکِ پاکِ درگه آن عارفِ والا مقام — توتیای دیدهٔ پیر و جوانِ مولوی

مثنوی معنوی تفسیر قرآن آمده — وحی منزل آمده صدق العیانِ مولوی

جستجوی مردِ کامل هر کسی دارد به دل — این بود روشنگرِ خورشید سانِ مولوی

مفتخر گشته زمین اهل عرفان و ادب — از شعاع پرتو علم اللسانِ مولوی

"فائزه" شد تا ابد مداحِ آن فخرِ علوم
هر کجا و هر زمان شد گلُ فشانِ مولوی

فائزه زهرا میرزا

ماده تاریخ های کتاب مستطاب
"بارگاہِ پیرِ رومی میں"

تاریخ های هجری قمری 1427

در حروف جمل آمد این چنین تاریخ آن
"بارگاه پیر رومی گلشن رنگین" بدان
(۱۴۲۷ھ ق)

"افتخار دانای عهد" تاریخ هجری آمده
(۱۴۲۷ھ ق)
کوششِ او اینک آمد در طریقِ راستان

بارگاہ پیرِ رومی مشهد عشقِ خدا
طبع و نشر آن کنون از "افتخار اعجاز بیان"
(۱۴۲۷ھ ق)

1427 هجری قمری

"بارگاه پیر رومی قُرص قمر"
"بارگاه پیر رومی دور نیست"

"بارگاه پیر رومی کارِ ثواب"
"بارگاه پیر رومی راز آشکار"

"بارگاه پیر رومی بحر لطافت"
"فرزند والا شان بارگاه پیر رومی"

"بارگاه پیر رومی ستارهٔ جلال"
"شهزادهٔ جلیل القدر بارگاه پیر رومی"

"فرزند برگزیدهٔ عالمِ بارگاه پیر رومی"

"افتخارِ عزیزان"
"افتخارِ با صمد"
"افتخار احمد محمد"

"افتخار عالی دل"
"امید نیکی افتخار"
"یگانهٔ جهان افتخار"

"باب علم افتخار"
"افتخار دُعا کن"
"امید ملک افتخار"

"افتخارِ لؤلؤ کمیاب"
"آب زندگانی آفتاب"
"افتخار نازک ادایان"

ماده تاریخ های کتاب مستطاب
"بارگاہِ پیرِ رومی میں"

تاریخ های میلادی عیسایی 2006

"بارگاہ پیرِ رومی مجمع فیض و کرم" (۲۰۰۶ م)
هم به میلادی بود تاریخ طبع این کتاب

"بارگاہ پیرِ رومی آدمِ بیدار مغز" (۲۰۰۶ م)
افتخارِ قونیه هر دم بدان گلشن خوشاب

"بارگاہ پیرِ رومی چون گل گلشنِ شکفت" (۲۰۰۶ م)
افتخارِ قونیه در گلشنش پُر آب و تاب

2006ء میلادی

"جلوهٔ صبح شرف افتخار"
"لطف خدا افتخار"

"زینت افزای محل افتخار"
"زبدهٔ خاندانِ افتخار"

"فرزند یگانهٔ نامور افتخار"
"بارگاہ پیرِ رومی مکان بهشت یافت"

"افتخار جادو سخن"
"فرزند گرامی نسب افتخار"

"افتخار ودایع پروردگار"
"بارگاہ پیر رومی دولت عمر تا ابد قایم"

"افتخارِ عزت کارگاہ"
"دست کرم افتخار"

"بارگاہ پیر رومی نغمهٔ پرداز"
"افتخار خنده جبین"

"بارگاہ پیر رومی غفور پاک"
"هوش تازهٔ افتخار"

"گلشنِ جنت نصیب شد بارگاہ پیر رومی"

ماده تاریخ های کتاب مستطاب
"بارگاہِ پیرِ رومی میں"

تاریخ های هجری شمسی 1385

"بارگاه پیرِ رومی محترم" ایں بود تاریخ شمسی از کرم
(۱۳۸۵ ھ ش)

"بارگاه پیرِ رومی شیش محل" در جهان شد بارگاه بی بدل
(۱۳۸۵ ھ ش)

"بارگاه پیرِ رومی زین کاخ" چشم و جان و دل بسوی آن فراخ
(۱۳۸۵ ھ ش)

1385 هجری شمسی

"گل گلاب افتخار" "پیمانِ افتخار" "افتخار احمد گل"

"افتخار سایۂ طوبیٰ" "افتخار حلم و حیا" "سجادگیٔ افتخار"

"مرد جهان و افتخار" "با مدادان افتخار" "احباب همدم افتخار"

"بارگاه پیر رومی شریف زمان" "صدائے بلبل بوستان بارگاه پیر رومی"

"سرورِ عالی مکان بارگاه پیر رومی" "بارگاه پیرِ رومی نور افشان"

"بارگاه پیر همه زر افشان" "بارگاه پیر رومی عزت بازار"

"روز مستی بارگاه پیر رومی" "آفتاب علم دین بارگاه پیر رومی"

"بارگاه پیر رومی تائید ربانی" "بارگاه پیر رومی گلستانِ وصال"

"تابعداری بارگاه پیر رومی" "گلشنِ فرح بارگاه پیر رومی"

"نهال گلشن آرا بارگاه پیرِ رومی" "بارگاه پیر رومی بدایع الشعر"

"نادر کتابیؑ بارگاه پیر رومی"

ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رھاؔ

قطعۂ تاریخ (سالِ وصال)

حضرتِ مولانا جلال الدین رومی رضی اللہ عنہ

"حاصلِ سوزِ عشق"
672ھ

دیدہ ور گلشنِ معانی کا ہے جہانگیر جس کا حُسنِ خیال
پُر معارف جو مثنوی لکھی اُس کی دنیا میں ہے محال مثال
شاعرِ مشرق کا وہ پیرِ جلیل نکتہ آموز و رہبرِ اقبالؒ
شمسِ تبریزؒ کی تجلی سے پا گیا سوز و عشق میں بھی کمال
علم و دانش میں وہ سرِ آمدِ وقت حکمت و آگہی سے مالا مال
اہلِ دل اہلِ فقر کے مرغوب اُس مکرم کے دل پذیر اقوال
خانقاہوں میں، مدرسوں میں بھی "مولوی" کا ہے اعترافِ کمال
اُس کے اہلِ صفا عقیدت مند اُس کے شیدائی صاحبانِ حال
پیکرِ گرمیٔ محبت تھا افتخارِ عجم وہ خوب خصال

"بحرِ اسرار" و "گلستانِ اُنس"
672ھ 672ھ
مردِ حق کے ہیں سال ہائے وصال

عبدالقیوم طارق سلطانپوری
حسن ابدال

مؤلف کتاب ھٰذا کی دوسری کتب

	نام کتاب	سال اشاعت	تعداد صفحات	B/W تصاویر	رنگین تصاویر
1	زیاراتِ مقدسہ	1999	248	7	88
2	سفرِ ایران و افغانستان	2000	296	28	61
3	زیارتِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2000	68	4	2
4	ارشاداتِ مُرشد	2001	184	25	17
5	خزانۂ درود و سلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2001	64	--	2
6	دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2001	300	51	60
7	گلدستۂ قصائد مبارکہ	2001	96	10	1
8	قصائد غوثیہ	2002	48	--	5
9	سرزمین انبیاء و اولیاء	2002	112	--	212
10	بلدُالاولیاء	2002	112	--	212
11	بارگاہِ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ	2002	24	--	41
12	سرکارِ غوث اعظم رضی اللہ عنہ	2002	256	2	37
13	مقاماتِ مبارکِ آل و اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2002	48	18	2
14	زیاراتِ شام	2003	112	1	120
15	شہرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2003	112	60	61
16	اولیائے ڈھوک قاضیاں شریف	2003	240	3	18
17	فضیلتِ اہلِ بیت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2005	112	3	2
18	زیاراتِ مصر	2006	224	--	111
		مجموع	2656	212	1052

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ وَ ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی